ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

27 دسمبر 2001ء تا 2 جنوری 2002ء

☆ نظام کی تبدیلی کے دوراستے (دین ودانش)

☆ کیا ہمارے لئے یہ پہلی نیوایئر ہے؟ (مکتوب شکاگو)

☆ المیزان بینک کی ورکنگ......ایک جائزہ (گزارش احوال واقعی)

☆ پاک بھارت متوقع جنگ اور امریکہ (تجزیہ)

احیائے اسلام کی شرطِ لازم

''اسلام کی بنیاد ایمان پر ہے اور احیائے اسلام کا خواب ایمان کی عمومی تجدید کے بغیر کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا! مسلمان ممالک کی سیاسی آزادی وخود اختیاری بھی یقیناً بہت اہم ہے اور اس سے بھی ایک حد تک اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی راہ ہموار ہوئی ہے' اسی طرح اسلامی نظام زندگی کا تصور اس پر ایک بہتر نظام حیات ہونے کے اعتبار سے اعتماد بھی ایک حد تک مفید اور قابل قدر ہے اور جن تحریکوں کے ذریعے یہ پیدا ہوا یا ہو رہا ہے ان کی سعی وجہد بھی احیائے اسلام ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے' لیکن اصل اور اہم تر کام ابھی باقی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے تمام سوچنے سمجھنے والے لوگ اس امر کی جانب متوجہ ہوں اور جنہیں اس کی اہمیت کا احساس ہو جائے وہ اپنی تمام تر سعی وجہد کو اس پر مرکوز کر دیں کہ امت میں ''تجدید ایمان'' کی ایک عظیم تحریک برپا ہو اور ایمان نرے اقرار اور محض قال سے بڑھ کر ''حال'' کی صورت اختیار کرے۔

......بنابریں وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ایک زبردست علمی تحریک ایسی اٹھے جو سوسائٹی کے اعلیٰ ترین طبقات یعنی معاشرے کے ذہین ترین عناصر کے فکر ونظر میں انقلاب برپا کر دے اور انہیں مادیت والحاد کے اندھیروں سے نکال کر ایمان ویقین کی روشنی میں لے آئے اور خدا پرستی وخود شناسی کی دولت سے مالا مال کر دے۔ خالص علمی سطح پر اسلامی اعتقادات کے مدلل اثبات اور الحاد ومادہ پرستی کے پرزور ابطال کے بغیر اس مہم کا سر ہونا محال ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ چونکہ موجود دور میں فاصلے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں اور پوری نوع انسانی ایک کنبے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے لہٰذا علمی سطح کا تعین کسی ایک ملک کے اعتبار سے نہیں بلکہ پوری دنیا کے اعلیٰ ترین معیار کے مطابق کرنا ہوگا اور اگرچہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ یہ کام انتہائی کٹھن اور سخت محنت طلب ہے لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس کے بغیر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے خواب دیکھنا جنت الحمقاء میں رہنے کے مترادف ہے۔''

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ○ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَهُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمۡ لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ○ اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ○ ﴾ (آیات : ۷۵ تا ۷۷)

''(اے مسلمانو!) تمہیں یہ طمع ہے کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے جبکہ ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اللہ کے کلام کو سنتا رہا ہے' پھر وہ اس کو سمجھنے کے بعد جانتے بوجھتے اس میں تحریف کرتا رہا ہے۔ اور جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان رکھتے ہیں' اور جب وہ ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں' کیا تم ان (مسلمانوں) پر وہ چیزیں کھول رہے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہوئی ہیں' تاکہ یہ (مسلمان) تمہارے رب کے پاس تمہارے خلاف حجت قائم کریں؟ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے! تو کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تو ان تمام چیزوں سے واقف ہے جنہیں یہ ظاہر کرتے ہیں اور (ان سے بھی جنہیں وہ) چھپاتے ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ نے جب اسلام کی دعوت کو عام کرنا شروع کیا تو مسلمانوں کو توقع تھی کہ مشرکین عرب کے مقابلے میں یہود اس دعوت کو کسی حیل و حجت کے بغیر قبول کر لیں گے' کیونکہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار اور ان پر نازل ہونے والی کتاب تورات کے ماننے والے ہیں' جس میں آخری نبی کے متعلق واضح پیشین گوئیاں بیان کر دی گئی تھیں۔ ان کے برعکس مشرکین کے لئے حضور اکرم ﷺ کی پکار پر لبیک کہنا واقعتاً بڑا مشکل تھا کیونکہ نہ تو وہ کسی نبی سے واقف تھے اور نہ کسی آسمانی کتاب کے حامل! چنانچہ مسلمانوں کی اس آرزو اور خواہش پر انہیں حقیقت سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ جو گروہ اللہ کی آیات میں ادل بدل کرتا رہا ہو اور ان میں تحریف کا مرتکب ہوا ہو' اس سے بھلا ایمان لانے اور حق کو قبول کرنے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے! کلامِ الٰہی کو دیدہ و دانستہ اپنے لئے مشقِ سخن بنانے والے ہدایت کی راہ کو کیونکر اختیار کر سکتے ہیں۔

زیر درس دوسری آیت میں کچھ اسی کیفیت کا تذکرہ کیا گیا ہے جو سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں منافقین کے حوالے سے بیان کی گئی تھی لیکن یہاں تذکرہ منافقین کے بجائے علمائے یہود کا ہے۔ یہود میں کچھ شریف النفس لوگ مسلمانوں کے ساتھ اپنائیت کا اظہار کرنے کے لئے ان کے پاس آ کر یہ اقرار کر لیتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کی آمد کے بارے میں نشانیاں ہماری کتاب میں موجود تھیں اور یہ کہ حضور اکرم ﷺ واقعی حق پر ہیں۔ جب یہ افراد اپنے گروہ میں واپس جاتے تو انہیں ملامت کا نشانہ بنایا جاتا کہ تم مسلمانوں کو وہ باتیں اور حقائق کیوں بتا رہے ہو جو تمہارے ہی خلاف حجت بن جائیں گے' یعنی روزِ محشر اللہ کی عدالت میں مسلمان تمہیں اس دلیل سے زچ کر دیں گے کہ اگر تم نے یہ پہچان لیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ وہی رسول موعود ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی تھی تو پھر ان پر ایمان کیوں نہیں لائے! تمہارا یہ اقرار روزِ محشر تمہارے خلاف حجت بن جائے گا' لہٰذا عقل کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمانوں سے اس قسم کی باتیں نہ کیا کرو۔ یہود کے اس طرزِ عمل پر فرمایا گیا کہ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے بتائے بغیر اللہ تعالیٰ کو اس حقیقت کا علم نہیں ہوگا! اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے کہ تورات میں حضور اکرم ﷺ کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود تھیں۔ وہ تو یہ بھی جانتا ہے کہ ان یہودیوں نے حضور ﷺ کو پہچان لیا تھا۔ اس ضمن میں قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ ''یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو!'' چنانچہ ان کے اقرار کر لینے یا مسلمانوں کے بتانے سے بھی اللہ کے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ وہ ذاتِ برحق ہر ظاہر و باطن شے سے واقف ہے!

☆ ☆ ☆

ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا

عَنۡ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمۡزَةُ بۡنُ عَبۡدُ الۡمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ قَامَ اِلٰی اِمَامٍ جَائِرٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهٗ)) [رواہ الحاکم]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ شہداء کے سردار حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں یا پھر اس مرتبہ کو وہ انسان پائے گا جو ظالم حکمران کو معروف اختیار کرنے یا منکر ختم کرنے کی تلقین کرے اور وہ اس پاداش میں قتل کر دیا جائے۔

ظالم اور جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ آج اگر دیکھا جائے تو جو شخص بھی حکومت کے خلاف یا صحیح الفاظ میں صدر پرویز مشرف کی اس پالیسی کے خلاف جو انہوں نے افغانستان کی طالبان حکومت کے خلاف امریکہ کا حمایتی بن کر اختیار کی ہے' اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اس فکر کے خلاف آواز بلند کرتا ہے' اگر اس پاداش میں مارا جائے تو شہادت کے بہت بڑے درجہ کا حق دار ٹھہرے گا۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا کہ قرآن مجید کے واضح حکم کے خلاف ہمارے حاکم طاغوت کا ساتھ دے رہے ہوں اور اللہ کے سچے وفاداروں کے خلاف محاذ میں شامل ہو گئے ہوں اور ان کو اس غلطی پر متنبہ کرنے والا صرف حق بات کہنے کے جرم میں قتل کر دیا جائے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی!

پاکستان کے افق پر جنگ کے مہیب بادل منڈلا رہے ہیں۔ بھارت جارحیت پر تلا ہوا ہے۔ وہ جہادِ کشمیر کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ہمیشہ کے لئے سرد کرنے کے اس ''نادر'' موقع کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس کا لب ولہجہ ناقابل برداشت حد تک جارحانہ اور سوقیانہ ہو چکا ہے۔ یہود ونصاریٰ کی عالمی سازش اور ہمارے حکمرانوں کی ''حکیمانہ پالیسی'' نے ہمیں نہ صرف ذلت ورسوائی کی آخری حدوں تک پہنچا دیا ہے بلکہ ہماری بقاء وسالمیت کو بھی نہایت مخدوش بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہم قومی سلامتی کے نقطۂ نگاہ سے آج جس نازک ترین مقام پر کھڑے ہیں وہ ہر اس شخص کے لئے شدید کرب واذیت کا باعث ہے جو قومی وملی معاملات میں احساس وشعور کی رتی بھی اپنے پاس رکھتا ہو۔ یہود ونصاریٰ کے ساتھ ''ہنود'' کے گٹھ جوڑ نے آج ہمیں ایک بند گلی میں لا کھڑا کیا ہے۔ ایٹمی قوت ہونے کے باوجود ہم بے کسی اور لاچاری کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ''اے بادِ صبا' ایں ہمہ آوردہ تست'' کے مصداق ہماری اپنی عاقبت نااندیشی' غلط حکمت عملی اور سب سے بڑھ کر قیامِ پاکستان کے مقاصد سے غداری' اللہ کے ساتھ بدعہدی اور اس منافقانہ طرزِ عمل کا نتیجہ ہے جو ہم گزشتہ ۵۵ برسوں سے اپنائے ہوئے ہیں۔ اس منافقانہ طرزِ عمل کا نقطۂ عروج اور نمایاں ترین مظہر ہماری وہ ''حکیمانہ پالیسی'' ہے جو ہم نے ۱۱ ستمبر کے بعد اختیار کی' چنانچہ آج اپنے نیوکلیئر پروگرام' ایٹمی تنصیبات اور ایٹمی ہتھیاروں کو بچانے کی خاطر اپنے قومی وقار' عزت وآبرو' جہادِ کشمیر' حتیٰ کہ کشمیر تک کی قربانی دینے اور ملکی سالمیت کو داؤ پر لگانے پر مجبور ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ سب کچھ داؤ پر لگانے کے باوجود بھی آج ہماری ایٹمی تنصیبات محفوظ نہیں ہیں۔ گویا وہ ایٹمی صلاحیت جسے کسی بھی ملک کے لئے عزت اور تحفظ کا ضامن گردانا جاتا ہے' ہماری کوتاہیوں اور منافقت کے سبب ہمارے لئے وبالِ جان بن چکی ہے۔ قرآن مجید میں منافقت کا یہی انجام یعنی: ''خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃ'' بیان ہوا ہے اور یہی ہے جسے قرآن نے خسرانِ عظیم قرار دیا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک

قارئین کو یاد ہوگا کہ ۱۱ ستمبر کے بعد ہم نے امریکی دھمکی سے مرعوب ہو کر مرغِ بادنما کی طرح افغانستان کی طالبان حکومت کی حمایت سے منہ موڑا اور ایک خالص اسلامی حکومت کے خلاف کہ جسے روئے زمین پر واحد نمائندہ اسلامی حکومت ہونے کا مقام حاصل تھا' اللہ کے واضح احکامات کو قدموں تلے روندتے اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ان کے نامنصفانہ اور ظالمانہ اقدام میں ان کی حمایت کا فیصلہ کیا تو ہمارے ''مدبر اور صاحبِ فہم وفراست'' حکمرانوں نے اپنی اس پالیسی کو انتہائی حکیمانہ اور دانش مندانہ قرار دیتے ہوئے اس کے حق میں جو دلائل دیئے تھے ان میں ایٹمی پروگرام کی حفاظت' کشمیر کاز (یعنی جہادِ کشمیر کا تسلسل) اور ملکی معیشت کا تحفظ سرِفہرست تھے۔ اُس وقت بھی اللہ اور اس کے دین کے ساتھ خلوص واخلاص رکھنے والے طبقات نے حکومت کی اس پالیسی سے شدید اختلافات کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ جن خدشات کے پیش نظر امریکی حمایت کا فیصلہ کیا گیا اور دین سے غداری کے مرتکب ہو کر اللہ کی ناراضگی مول لی گئی ہے' وہ آج نہیں تو کل' ایک مجسم حقیقت بن کر لازمی طور پر سامنے آ کر رہیں گے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری پر مبنی پالیسی اختیار کی جائے تاکہ اللہ کی نصرت سے محرومی ہمارا مقدر نہ بنے۔ اس لئے کہ وہ عالمی طاغوتی طاقتیں جو اسامہ بن لادن اور اس کی تنظیم القاعدہ کے خلاف کارروائی کی آڑ میں افغانستان پر حملہ آور ہوئی ہیں ان کا اصل ٹارگٹ اسلام ہے' چنانچہ افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ تمام جہادی قوتوں کو کچلنا اور بالخصوص پاکستان کی ایٹمی تنصیبات اور ہتھیاروں کو تباہ وبرباد کر کے اسے ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا ان کی ترجیح اوّل ہے۔

چنانچہ تین ماہ کے اندر اندر آج وہ تمام خدشات ایک مجسم حقیقت بن کر ہمارے سامنے ہیں اور ہماری ان تمناؤں کا منہ چڑا رہے ہیں جن کی ایک خیالی جنت ہمارے صدر صاحب اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور ان کی اس ''حکیمانہ پالیسی'' کی شان میں قصیدے کہنے بلکہ قوالی کرنے والے نام نہاد دانشوروں نے اپنے ذہنوں میں بسائی ہوئی تھی۔ ہم نے اللہ کو ناراض کر کے جن چند ''دنیوی فوائد'' کے حصول کو مقدم رکھا تھا ان سے محرومی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اقتصادی خوشحالی کے خواب تو پہلے ہی چکنا چور ہو چکے ہیں' اب جہادِ کشمیر سے ہی نہیں مطالبۂ کشمیر سے دستبرداری پر بھی ہم مجبور کر دیئے گئے ہیں اور ہماری ایٹمی تنصیبات آج شدید ترین خطرات سے دوچار ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ''بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی''۔۔۔۔ ہماری بدنصیبی ملاحظہ ہو کہ ہمارے ازلی دشمن کے ہاتھوں ہماری ناک رگڑوانے اور ہمیں ذلیل ورسوا کرنے کا اصل ذمہ دار وہی امریکہ ہے جسے ہم نے اپنا ''دوست اور سرپرست'' قرار دیا اور جس کی خاطر ہم نے اپنے مسلمان افغان بھائیوں اور طالبان حکومت کا خون کیا اور اللہ کے غضب کو دعوت دی۔۔۔۔ ہم اگر قومِ یونسؑ کی طرح اب بھی خلوصِ دل سے توبہ کریں اور اپنا قبلہ درست کرتے ہوئے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری پر کاربند ہو جائیں تو شاید کہ اللہ کی رحمت ہمارے شاملِ حال ہو جائے اور ہم اُس انجامِ بد سے بچ جائیں جو اب تقدیرِ مبرم کی صورت میں ہمارے سروں پر معلق دکھائی دیتا ہے۔ ○○

[illegible]

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 10 شمارہ 49

27 دسمبر 2001ء تا 2 جنوری 2002ء

(۱۱ تا ۱۷ شوال ۱۴۲۲ھ)

○

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

○

معاونین: مرزا ایوب بیگ' سردار اعوان

محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت : شیخ رحیم الدین

○

پبلشر: اسعد احمد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقامِ اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

○

اس شمارے کی قیمت : 8 روپے

سالانہ زرِ تعاون :

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرونِ پاکستان:

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

.... 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

.... 2200 روپے

قارئین نوٹ فرمالیں کہ زیرِ نظر شمارہ ندائے خلافت کی دو اشاعتوں (یعنی شمارہ نمبر ۴۸ اور شمارہ نمبر ۴۹) پر مشتمل ہے اور اسی نسبت سے معمول کے شماروں سے ضخیم تر ہے۔

۱۱ ستمبر سے پہلے کی دنیا اور تھی جبکہ بعد کی دنیا بالکل مختلف ہے

افغانستان سے فراغت کے بعد مغرب کا اگلا نشانہ پاکستان ہوگا

یہودی عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں کسنے کی منصوبہ بندی کر چکے ہیں

جب تک یہاں اللہ کا قانون نافذ نہیں ہوگا ہم اجتماعی و قومی سطح پر اللہ کی نظر میں مجرم گردانے جائیں گے

یہ مقام شکر ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ۵۵ سالوں میں ہم نے آئینی سطح پر درست سمت میں پیش رفت کی ہے

فیڈرل شریعت کورٹ پر عائد پابندیاں اٹھانے اور آئین میں چند ترامیم کے ذریعے ملک میں شریعت نافذ ہوسکتی ہے

دینی جماعتوں کو نفاذ شریعت اور سودی معیشت کے خاتمہ کے لئے پرزور تحریک چلانی چاہئے

دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۷ ار دسمبر کے خطاب عید الفطر کی تلخیص

تین مہینے قبل جب امریکہ میں حادثہ ہوا تھا تو ٹی وی مبصرین بار بار یہ جملہ دہرا رہے تھے کہ: The America will never be the same again. میں نے اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک بات کہی تھی کہ: The world will never be the same again. اس واقعہ سے پہلے کی دنیا اور تھی جبکہ اس کے بعد کا دور بالکل مختلف ہے۔ اب ہم بعد کی دنیا میں سانس لے رہے ہیں۔ اس دوران افغانستان میں ہزاروں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ طالبان کے ساتھ ساتھ عرب اور دوسرے ممالک کے مجاہدین نے بھی جہاد میں حصہ لیا لیکن اتنی زبردست بمباری اور اس بڑے پیمانے پر تخریب و تباہی کا بازار گرم کرنے کے باوجود وہ شخص جسے پکڑنے کے بہانے یہ سارا ڈرامہ رچایا گیا تھا' ابھی تک کہیں اس کا سراغ نہیں مل سکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں شریعت کے نفاذ کا جو خوشگوار تجربہ ہو رہا تھا' وہ اب ختم ہو گیا ہے۔ اب افغانستان میں دو طرح کے معاملات پیش آسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ افغانستان کے مختلف دھڑے اور مختلف قومیں آپس میں متحد ہو جائیں جس کے نتیجے میں وہاں ایک مستحکم مرکزی حکومت قائم ہو جائے۔ یہ اگرچہ ایک بہت مشکل کام ہے لیکن اگر ایسا ہوگیا تو پھر دنیا کے دوسرے مسلمان ممالک کی طرح سیکولر نظام اور لبرل حکمرانوں کا ایک اور ملک افغانستان دنیا کے نقشے پر آ جائے گا۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں دین پر کام کرنے کے راستے بند ہو جائیں گے۔ دنیا کے دوسرے مسلمان ممالک کی طرح وہاں بھی یہ کام ازسرنو ہوگا۔ وہاں پر جو طالبان بچ گئے ہیں' جنہوں نے اچھی حکمت عملی کے تحت اپنی پوری قوت کو منتشر نہیں ہونے دیا' وہ دعوت دین اور تربیت و تزکیہ کے ان مراحل کو طے کریں گے جو پہلے نہیں ہو سکے تھے اور منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق ازسرنو کام شروع ہو جائے گا۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ اگر یہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے اور مکمل امن و امان قائم نہ رکھ سکے تو بدامنی کے نتیجے میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ ایسی صورتِ حال میں یہ امکان موجود ہے کہ افغان عوام پھر طالبان کو یاد کریں جن کے چھ سالہ عہد میں پوری طرح امن و امان رہا اور مشرق سے مغرب تک وہاں کسی چوری' ڈکیتی' قتل و غارت اور فساد کا کوئی وجود نہ تھا۔ حقیقت میں مغرب اور امریکہ کو یہی اندیشہ تھا کہ ع ''ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں''۔ اس حوالے سے انہوں نے چاہا کہ یہاں واقعی ایک مستحکم اسلامی نظام قائم ہونے سے پہلے ہی اس کو ختم کر دیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ طالبان افغانستان میں دوبارہ برسر اقتدار آئیں۔ ضروری نہیں کہ اب آئندہ ان کا ظہور ''طالبان'' کے نام ہی سے ہو۔ حالیہ اخباری اطلاعات کے مطابق طالبان سے وابستہ کچھ افراد اسلام آباد اور پشاور میں جمع ہوئے ہیں جہاں انہوں نے ''جمعیت خدام الفرقان'' کے نام سے اپنا ایک ادارہ قائم کیا ہے۔ اب وہ اس اعتبار سے کام کریں گے اور دین کا کام جاری رہے گا۔

میری اس وقت کی گفتگو کا اصل موضوع پاکستان ہے۔ میرے نزدیک پاکستان کے لئے حالات اب بہت زیادہ خطرناک ہیں۔ مختلف حلقوں کی جانب سے یہ بات بار بار کہی جا رہی تھی کہ افغانستان سے فراغت کے بعد مغرب کا اگلا نشانہ پاکستان ہوگا۔ تاہم اس حوالے سے امریکہ نے ابھی تک پاکستان کو یہ اطمینان دلائے رکھا ہے کہ ہماری طرف سے کوئی اقدام نہیں ہوگا۔ پاکستان میں متعین امریکہ کی سفیر نے کہا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ پاکستان ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے۔ لیکن اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ان کے پیچھے جو evil spirit (بدروح) ہے' وہ اسرائیل ہے۔ یہودی اپنے عالمی استعمار کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' ملٹی نیشنل کمپنیوں' TRIPS اور WTO کے ذریعے وہ پوری دنیا پر اپنا مالیاتی شکنجہ کسنے کے لئے پیش رفت کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کا خانہ کعبہ دو ہزار برس سے گرا پڑا ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے تقریباً ایک ہزار قبل مسیح میں جو ہیکل تعمیر کیا تھا' اسے ۵۸۷ قبل مسیح میں گرا دیا گیا تھا۔ پھر ڈیڑھ دو سو برس بعد اسے دوبارہ بنایا گیا۔ لیکن ۷۰ء میں رومیوں نے اسے پھر مسمار کر دیا تھا۔ اس وقت سے آج تک یہ منہدم پڑا ہے۔ یہودی' فلسطین کو اپنی آبائی جائیداد سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک جو اہمیت خانہ کعبہ کی ہے' وہی اہمیت ان کی نگاہ میں اس ٹیمپل کی ہے جو گرا پڑا ہے اور جس کو اب وہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کی تعمیر میں کسی رکاوٹ کو اب وہ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ اس حوالے سے ان کے نزدیک افغانستان ایک بہت بڑی رکاوٹ بن سکتا تھا' اسی لئے اس کے خلاف اتنی بڑی کارروائی کی گئی۔ اب اس سے بھی بڑی رکاوٹ پاکستان ہے۔ دنیا میں اسلامی بم کا تصور اسی لئے پھیلایا گیا کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ جب بھی یہودیوں اور مسلمانوں کے مابین جنگ ہوگی تو عیسائی تو یہودیوں کا آلۂ کار بن سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کی ایٹمی طاقت اس جنگ میں ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ لہٰذا ان کا پاکستان سے یہ

مطالبہ ہے کہ کشمیر میں جو تنظیمیں جہاد کر رہی ہیں ان پر پابندی لگاؤ اور اپنے ایٹمی ہتھیاروں کو ختم کرو۔

ابھی ہم روزوں کی عبادت سے فارغ ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں ان کی فرضیت کا حکم آیا ہے' اس کے فوراً بعد دعا کے ضمن میں یہ آیت آئی ہے:

''اے نبیؐ! جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو آپؐ انہیں بتا دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں۔ میں ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے''۔

آج جب ہم نماز شکرانہ کے لئے جمع ہوئے ہیں تو سب سے بڑھ کر ضرورت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ پاکستان جو اسی کی عطا کردہ سلطنت ہے' باقی رہے' مستحکم رہے اور اپنی منزل کی جانب پیش رفت کر سکے! یہ دعا اور اللہ کی مدد ہمارے لئے ناگزیر ہو چکی ہے' لیکن اس کا ایک تقاضا بھی ہے جو اسی آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار سننے کو تیار ہوں' لیکن ''انہیں بھی تو چاہئے کہ میرے بات سنیں اور مانیں''۔ یہ دو طرفہ معاملہ ہوتا ہے۔ تم چاہو کہ میں تمہاری دعائیں سنوں' لیکن تم میری پکار پر لبیک نہ کہو تو یہ بات چلنے والی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں اپنے حال پر غور کرنا چاہئے۔ ہم نے اسلام کے نام پر ایک ملک بنایا' لیکن آج تک یہاں شرعی قوانین نافذ نہیں کر سکے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کھول کھول کر بیان کی ہے۔ سورۃ المائدہ کے ساتویں رکوع میں تین مرتبہ فرمایا:

''جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے' وہی تو کافر ہیں۔ جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے' وہی تو فاسق اور نافرمان ہیں۔ جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے' وہی تو ظالم اور مشرک ہیں''۔

اس اعتبار سے ہم اجتماعی سطح پر کافر' نافرمان اور ظالم ہیں۔ جب تک یہاں اللہ کا قانون نافذ نہیں ہوتا' ہم اللہ سے دعا کرنے کا منہ نہیں رکھتے۔ سورۃ المائدہ ہی میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''اے نبیؐ! ان (یہود و نصاریٰ) سے کہہ دیجئے کہ تم کسی بنیاد پر نہیں ہو (ہماری نگاہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے) جب تک کہ تم تورات اور انجیل کو اور جو کچھ ہم نے تمہاری طرف نازل کیا' اسے قائم نہیں کرتے''۔

قرآن کی یہی پکار ہمارے لئے بھی ہے۔ اگر ہم حامل قرآن ہو کر قرآن کو اور اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کو قائم و نافذ نہیں کرتے تو ہماری دعائیں بھی ہمارے منہ پر دے ماری جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف اوقات میں صحیفے اور کتابیں اس لئے نہیں دی گئیں کہ محض ان کا احترام کر لیا جائے' بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں قائم کیا جائے۔ قرآن کہتا ہے کہ چوری پر ہاتھ کاٹو چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ کیا یہ آیت صرف اس لئے ہے کہ ہم اسے پڑھیں اور ثواب حاصل کریں؟ قرآن کہتا ہے کہ زانی مرد' عورت اگر غیر شادی شدہ ہیں تو سرعام سو کوڑے لگائے جائیں' تاکہ ایک کو کوڑے لگیں اور سینکڑوں کو عبرت ہو جائے۔ اس کا عملی نفاذ کہاں ہے؟ وراثت کے ضمن میں ہمارا معاملہ یہ ہے کہ انگریز کی عدالت میں بھی یہی کہتے رہے کہ ہمیں شریعت کا فیصلہ نہیں چاہئے بلکہ ہمیں تو اپنے رواج کے مطابق چلنا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! ان حالات میں اللہ ہماری دعا کیسے سنے گا! لہٰذا ہمیں سب سے پہلے اجتماعی توبہ کرنی چاہئے جس کے لئے قومی سطح پر اب ہمیں عملی اقدامات شروع کرنے چاہئیں۔

اس حوالے سے یہ مقام شکر ہے کہ ہمیں سارا کام از سر نو انجام نہیں دینا پڑے گا۔ ان پچپن سالوں میں ہم نے کافی کام کیا ہے۔ مثلاً قرارداد مقاصد ہمارے قانون میں موجود ہے' جس کے مطابق حاکمیت مطلق صرف اللہ کی ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کے دستور میں یہ بات درج شدہ ہے۔ پھر ہمارے آئین کی دفعہ ۲۲۷ موجود ہے کہ یہاں کوئی قانون اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے منافی نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن یہ شق Operative نہیں ہے' اسے صرف اسلامی نظریاتی کونسل کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے کہ وہ جائزہ لیتی رہے گی اور اپنی رپورٹس دے گی۔ ان رپورٹوں پر عمل ہو گا یا نہیں' اس کا کوئی ذکر دستور میں نہیں ہے۔ پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر ضیاء الحق مرحوم نے ایک بڑا قدم اٹھایا تھا کہ فیڈرل شریعت کورٹ قائم کر دی۔ اسے یہ اختیار دیا کہ وہ کسی بھی قانون کا اس حوالے سے جائزہ لے سکتی ہے کہ آیا وہ شریعت کے خلاف تو نہیں۔ اگر وہ کسی قانون کے بارے میں خلاف شریعت ہونے کا فیصلہ کر دے تو وہ قانون null & void ہو جائے گا اور اس کی جگہ متبادل قانون سازی کی جائے گی۔ لیکن صد افسوس کہ ضیاء الحق صاحب نے بھی اسے دو بیڑیاں اور دو ہتھکڑیاں ڈال دیں کہ دستور پاکستان تمہارے دائرہ اختیار سے باہر ہے' موجودہ عدالتی قوانین یعنی فوجداری اور دیوانی ضابطہ تمہارے دائرہ کار سے باہر ہے' مالی قوانین سے بھی دس سال تک تمہارے دائرہ کار سے باہر ہیں اور عائلی قوانین بھی تمہارے دائرے سے خارج ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! عائلی قوانین کو تو انگریزوں نے بھی نہیں چھیڑا۔ حد تو یہ ہے کہ ہندوستان کے مجبور و مقہور مسلمان نے بھی آج تک بھارتی حکومت کو یہ اجازت نہیں دی کہ ان قوانین میں ترامیم کر سکے۔ شاہ بانو کیس میں کلکتہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف ایک زبردست تحریک چلی۔ نتیجتاً راجیو گاندھی کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اس نے قانون پاس کرا دیا جو کہ آج تک نافذ ہے کہ کوئی بھارتی حکومت مسلمانوں کے عائلی قوانین میں دخل نہیں دے سکتی' حتیٰ کہ سپریم کورٹ بھی نہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ تو بنا دی مگر اس پر پابندی ہے کہ وہ عائلی قوانین میں دخل اندازی نہیں کر سکتی' جو غیر اسلامی قوانین ایوب خان نے بنا دیئے تھے' بس وہی چلتے رہیں۔ چنانچہ اس وقت اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے ایک زبردست تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔

اس حوالے سے سب سے پہلے فیڈرل شریعت کورٹ کے اوپر جو پابندیاں عائد ہیں' انہیں ختم کرنا چاہئے۔ اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے ماننا ہے تو پورے کا پورا مانو ﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ....﴾ کسی چیز کو تم مستثنیٰ نہیں کر سکتے۔ اگر کہو گے کہ آدھی قبول ہے اور بقیہ آدھی قبول نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ وہ آدھی بھی منہ پر دے مارے گا۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۸۵ میں واشگاف الفاظ میں فرما دیا گیا:

''کیا تم ہماری کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کا انکار کرتے ہو' تو جو کوئی تم میں سے یہ حرکت کرے گا (کہ دین کے حصے کر دے' کچھ حصہ تسلیم اور دوسرا حصہ رد) تو اس کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ذلیل و خوار کر دیا جائے' اور قیامت کے دن بدترین عذاب میں جھونک دیا جائے''۔

چنانچہ ضروری ہے کہ چنانچہ فیڈرل شریعت کورٹ پر سے پابندیاں ختم کر کے اسلامی نظریاتی کونسل کی ان سفارشات کی بنیاد پر قانون سازی کی جائے جو اس نے آج تک پیش کی ہیں۔ اس طرح تمام قوانین کو بتدریج اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام بہت ہموار طریقے پر ہو جائے گا۔

دوسری بڑی بات سود کے حوالے سے ہے کہ جس پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ ضیاء الحق صاحب نے فیڈرل شریعت کورٹ پر دس سال کے لئے پابندی لگائی تھی کہ وہ مالیاتی قوانین پر بات نہیں کر سکتی۔ جب وہ دس سال ختم ہو گئے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے سود کے خلاف اپیل پر فیصلہ دے دیا کہ بنک انٹرسٹ اور کمرشل انٹرسٹ بھی ربا کے زمرے میں آتا ہے اور یہ حرام ہے۔ لیکن نواز شریف صاحب نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کر دی۔ نو سال تک یہ اپیل شریعت کورٹ کے اپیلیٹ بنچ میں پڑی رہی۔ پھر جب یہ اپیلیٹ بنچ بنا تو اس نے شریعت کورٹ کے فیصلے کی توثیق کر دی۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ حکومت مہلت پر مہلت لئے جا رہی ہے۔ اس ضمن میں ہمارا پرزور مطالبہ ہونا چاہئے کہ آئندہ ایک دن کی بھی مہلت نہ لی جائے' بلکہ اس حوالے سے آج تک جو بھی تجاویز آئی ہیں ان میں سے کسی ایک کو لے کر اس پر عمل شروع کر دیا جائے۔ ایک مرتبہ آغاز ہو جائے تو پھر جو نقائص سامنے آئیں ان کی تلافی بعد میں کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی کمیٹیاں بنی تھیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اپنی سفارشات دی تھیں۔ بعد میں پاکستان

کے بینکرز نے تجاویز مرتب کی تھیں۔ مزید یہ کہ نواز شریف کے دوسرے دور میں جناب راجہ ظفر الحق کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی، جس نے دن رات محنت کر کے ایک رپورٹ تیار کر لی۔ لیکن اب تک وہ رپورٹ عام نہیں کی گئی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کی طرف سے دی گئی میعاد ختم ہوتے ہی اس رپورٹ کو فوراً نافذ کیا جائے۔ اگر اس میں کمی ہوگی تو اس کا مزید مطالعہ کر لیا جائے گا۔ جب تک ہم یہ کام نہیں کریں گے، ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ کی حالت میں ہیں۔ ایسے میں ہم اللہ کی مدد کی توقع کیسے کر سکتے ہیں!

آج ہمیں اپنی مغربی سرحدوں پر بھی فوجیں رکھنی پڑ رہی ہیں، کیونکہ وہاں ایک ایسی حکومت اقتدار میں آ گئی ہے جس کی بھارت کے ساتھ گہری دوستی ہے۔ شمالی اتحاد کے اکثر رہنماؤں کے خاندان بھارت میں مقیم ہیں۔ بھارت نے ان کو ہمیشہ سپورٹ کیا ہے۔ شمالی اتحاد کی طرف سے یہ اعلان بھی ہوا کہ ہم جلال آباد کا ایک ایئر پورٹ بھارت کو دے دیں گے۔ اس کے وزراء بھارت یاترا کر کے آئے ہیں۔ دوسری طرف بھارت کہہ رہا ہے کہ ہم نے ہر صورت حملہ کرنا ہے، البتہ کچھ عرصے کے لئے مہلت دے رہے ہیں کہ لشکر طیبہ اور جیش محمدؐ پر پابندی لگائی جائے، بصورت دیگر ہم آزاد کشمیر پر لازماً حملہ کر دیں گے۔ امریکہ اب سو فیصد بھارت کے ساتھ ہے، بلکہ میرے نزدیک بھارت، امریکہ کی جھولی میں ہے۔ امریکہ کا سیاسی و عسکری اعتبار سے جو اگلا قدم ہوگا اس کا سب سے بڑا مخالف چین ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ امریکہ اور بھارت دونوں اس پر متفق ہو جائیں کہ نہ صرف کشمیر کا مسئلہ ختم کیا جائے بلکہ پاکستان کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے کیونکہ اس علاقے میں چین کو بھی سب سے بڑا سہارا پاکستان کی طرف سے ہی ہے۔ امریکہ کے نزدیک پاکستان نے چین کو گوادر کی بندرگاہ اور بلوچستان کوسٹل ہائی وے بنانے کا ٹھیکہ دے کر جرم عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔ امریکہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ تو containment of China کی پالیسی چاہتا ہے۔ اب امریکہ کی سوچ یہ ہو گی کہ پاکستان سے ہم نے جو کام لینا تھا، وہ لے لیا ہے۔ پاکستان کی مدد سے افغانستان میں طالبان کی حکومت اور القاعدہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ امریکہ کے تھنک ٹینک نے پیشین گوئی کی تھی کہ ۲۰۲۰ء میں پاکستان کے نام سے دنیا میں کوئی ملک نہیں ہو گا۔ یہ ایسے ادارے ہیں جو حکومتی پالیسی مرتب کرتے ہیں۔ اسی طرح کلنٹن نے کہا تھا کہ امریکہ کو دو کام کرنے چاہئیں، ایک تو چین اور مسلمانوں خصوصاً پاکستان کا باہمی فاصلہ بڑھایا جائے اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے آپس کے اختلافات کو ہوا دی جائے۔ ان دونوں پر ڈٹ کر عمل ہو رہا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۹ پر)

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

سنو! صدیق اکبرؓ کی طرح خوددار جاؤ — اٹھو! فاروق اعظمؓ کی طرح جی دار ہو جاؤ
بڑھو عثمانؓ ذوالنورین کی تلوار ہو جاؤ — چلو اب پیروکارِ حیدر کرارؓ ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

دفاعِ اہل ایماں کے لئے تیار ہو جاؤ — مقابل کفر کے اک آہنی دیوار ہو جاؤ
گلے کے طوق کو توڑو تبردار ہو جاؤ — محمد ابن قاسم سے سپہ سالار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

مسلماں کو مٹاؤ کفر کا پُرزور نعرہ ہے — خدا کے دین کا مٹنا تمہیں کیونکر گوارا ہے
امیرالمومنیں نے اہل ایماں کو پکارا ہے — ضرورت کا تقاضا ہے کہ تم انصار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

نہ ٹھہرو اپنے محلوں میں اب آبِ منجمد ہو کر — ہوا ہے حملہ آور کفر تم پر متحد ہو کر
علاج اس کا کرو اب تم بھی فوراً مستعد ہو کر — ابھی تک پھول بن کر تھے بس اب تلوار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہودی جارحیت کا بپا طوفان کرتا ہے — اور عیسائی صلیبی جنگ کا اعلان کرتا ہے
تقاضا صاحب ایمان سے ایمان کرتا ہے — صلاح الدین ایوبی کے پیروکار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہ مانا ایٹمی قوت نہیں ہے مال تو ہے نا — تمہاری مملکت میں ہی زر سیال تو ہے نا
یہ دولت کافروں کے زیرِاستعمال تو ہے نا — بہت لوٹا گیا تم کو بس اب ہشیار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

کہیں پر اک مسلماں بھی جو گھر جائے مصیبت میں — تو آنا چاہئے کُل امتِ مسلم کو حرکت میں
رہو گے کب تلک تم مبتلا یوں خوابِ غفلت میں — کہیں خود بھی نہ آڑے وقت سے دوچار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

رہو گے کب تلک یوں محو طاؤس و رباب آخر — عدالت میں کھڑا ہونا تو ہے روزِ حساب آخر
خدا کے سامنے دو گے بھلا تم کیا جواب آخر — کہیں ایسا نہ ہو اس دن ذلیل و خوار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

کہاں اپنی صلاحیت کے تم جوہر دکھاتے ہو — نظربندی گرفتاری کے پروانے سناتے ہو
یہی انصاف ہے تم اہلِ حق پر ظلم ڈھاتے ہو — کبھی باطل سے بھی تو برسرِ پیکار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہی ہے شکر کیا اللہ کے احسان کے بدلے — لگاؤ داؤ پر دین مبیں کو جان کے بدلے
بھلا وہ بادشاہت کیا جو ہو ایمان کے بدلے — کہیں سطحِ زمین پر تم نہ زیرِبار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

ہے جینا بھی کوئی جینا اگر ذلت مقدر ہے — ادھر پاؤں میں بیڑی ہے ادھر گردن پہ خنجر ہے
اب ایسی زندگی سے تو یقیناً موت بہتر ہے — ذرا سلطان ٹیپو کی طرح جی دار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

جہاں آزاد لوگوں کو غلامی راس آتی ہے — تو ذلت اور رسوائی یقیناً پاس آتی ہے
سو جگری دوستوں میں بھی عدو کی باس آتی ہے — کہیں ایسا نہ ہو تم لقمۂ اغیار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

مقابل حق کے باطل مات ہے یہ جانتے ہو تم — بھلا کیا کفر کی اوقات ہے پہچانتے ہو تم
سپرطاقت خدا کی ذات ہے خود مانتے ہو تم — خدا کے نام پر آزاد و خودمختار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

(شاہین اقبال اثر)

پریس ریلیز

دینی جماعتیں ملک میں نفاذِ شریعت کے لئے ''دفاعِ اسلام کونسل'' کی صورت میں متحدہ محاذ تشکیل دیں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا جمعۃ الوداع کے موقع پر ۱۴ دسمبر کو مینارِ پاکستان پر اجتماعِ جمعہ سے خطاب

لاہور (پ ر) گزشتہ دو عشروں سے دنیا میں بلند ہونے والے جہاد کے غلغلے کے باعث عالم مغرب اپنے حواس کھو بیٹھا ہے' جس کا ایک مظاہرہ تو ہم افغانستان میں امریکہ کی وحشیانہ بمباری کی صورت میں دیکھ چکے ہیں اور اب صومالیہ' سوڈان اور عراق کے خلاف فوجی کارروائی کا اعلان بھی اسی بدحواسی کا نتیجہ ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے خطاب جمعۃ الوداع کے موقع پر مینار پاکستان میں دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ ایک اجتماع میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگر چہ امریکہ اور اس کے حواری مصلحتاً پاکستان کے بارے میں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں لیکن اگلے قدم کے طور پر اب ان کا پاکستان سے یہ مطالبہ ہوگا کہ وہ اپنے ایٹمی اثاثوں کو منجمد کرے' کشمیر سے دستبرداری کا اعلان کرے اور دینی و مذہبی عناصر پر پابندیاں عائد کی جائیں۔ انہوں نے کہا ان مطالبوں کو تسلیم کر لینے سے قیام پاکستان کا جواز ختم ہو جائے گا اور پاکستان گویا بھارت کا ایک طفیلی ملک بن کر رہ جائے گا۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اس صورت حال میں اگر پاکستانی عوام خاموش تماشائی بنے رہے تو حکومت کے ان غلط فیصلوں میں برابر کے ذمہ دار ہوں گے۔ لہٰذا اس صورت حال میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے والے دینی و مذہبی عناصر اور مختلف مکاتب فکر ''دفاع اسلام کونسل'' کی صورت میں ایک متحدہ محاذ تشکیل دیں کیونکہ پاکستان اور افغانستان کا دفاع اسلام کے دفاع کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ متحدہ محاذ انتخابی سیاست اور کشمکش اقتدار سے علیحدہ رہتے ہوئے ملک میں نفاذ دین کے لئے تحریک شروع کرے اور حکومت سے مطالبہ کرے کہ آئین کی دفعہ ۲۲۷ کو قرارداد مقاصد کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تا کہ ملک میں قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کا امکان ختم ہو جائے۔ نیز حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وفاقی شرعی عدالت پر سے پابندیاں اٹھائے تا کہ شرعی قوانین کی تنفیذ کا عمل تیز تر ہو سکے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہمیں حکومت پر یہ بھی واضح کر دینا چاہئے کہ انسداد سود کے معاملے میں اب ایک دن کی تاخیر برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس ضمن میں حکومت کے پاس پہلے سے موجود رپورٹوں یا راجہ ظفر الحق کمیٹی کی سفارشات پر فی الفور عملدرآمد کے ذریعے کام کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی عارضی پسپائی سے ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ قوموں اور تحریکوں کی زندگی میں ایسے عروج و زوال آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا دراصل اس وقت تیزی سے عالمی نظام خلافت کی طرف بڑھ رہی ہے اور افغانستان میں جو کچھ ہوا ہے وہ گویا اس کا نقطۂ آغاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرمؐ کی صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ افغانستان اور پاکستان کا علاقہ کل روئے ارضی پر نظام خلافت کے قیام میں اہم کردار ادا کرے گا اور اسی علاقے سے وہ فوجیں روانہ ہوں گی جو عرب میں حضرت مہدی کی حکومت کے قیام میں مدد دیں گی۔ لہٰذا موجودہ حالات میں طالبان کا اپنی قوت کو بچا لینے کا اقدام بالکل درست ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

افغانستان کی سرزمین سے غلبہ ونفاذِ اسلام کی سحر ایک بار پھر طلوع ہوگی

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ۲۱ دسمبر کے خطابِ جمعہ کا پریس ریلیز

لاہور (پ ر) اگر چہ طالبان کے اقتدار کا خاتمہ اور مجاہدین کی ایک اچھی خاصی تعداد کی شہادت ہمارے اعتبار سے افسوسناک امر ہے تاہم یہ بات قابل اطمینان ہے کہ شہداء کا اللہ کے ہاں بہت اونچا مقام ہے اور ان شاء اللہ یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا اور مستقبل قریب میں افغانستان کی سرزمین سے غلبہ ونفاذ اسلام کی سحر ایک بار پھر طلوع ہوگی۔ لیکن بحالات موجودہ حامد کرزئی کی کامیابی ہی میں افغانستان کی بہتری نظر آتی ہے کیونکہ حامد کرزئی معتدل شخص اور افغانستان کی اکثریتی آبادی کے نمائندہ یعنی پشتون ہیں جو روس کے جہاد میں فعال رہے اور روس کے جانے کے بعد خانہ جنگی کا بھی حصہ نہیں بنے۔ لہٰذا ہمیں افغانستان کے پریشان حال عوام کی بہتری کی خاطر دعا کرنی چاہئے کہ وہاں امن و امان اور مضبوط حکومت قائم ہو جائے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دار السلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے موقع پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ ظاہر شاہ کو واپس بلا کر ہی افغانستان کی وحدت کو برقرار رکھنا ممکن ہوگا' بصورت دیگر افغانستان کے حصے بخرے ہو جانے کا شدید اندیشہ موجود ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اگر چہ اس طرح افغانستان میں ایک بار پھر دوسرے مسلم ممالک کی طرح ایک لبرل سیکولر حکومت قائم ہو جائے گی تاہم اس صورت میں وہاں قرآن کے نظام کو قائم کرنے کے لئے منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق جدوجہد کرنے کا بہتر موقع ہوگا۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے پینٹاگون کی طرف سے اسامہ بن لادن کی جاری ہونے والی حالیہ ویڈیو ٹیپ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس ٹیپ کو درست تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس ٹیپ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اسامہ ۱۱ ستمبر کے واقعات میں ملوث ہیں کیونکہ نہ ہی اسامہ کے لئے یہ ممکن تھا اور نہ ان کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ وہ امریکہ میں اتنی بڑی کارروائی کر سکتے۔ البتہ اس ویڈیو سے زیادہ سے زیادہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسامہ کو امریکہ میں کسی بڑی کارروائی کے ہونے کا پہلے سے علم تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ امریکہ میں یہ کارروائی اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد نے کروائی ہے تاہم اس کام کے لئے اس نے ایسے عرب نوجوانوں کو استعمال کیا جو اپنے دلوں میں امریکہ کے خلاف انتقام کے جذبات رکھتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ ان عربوں کے اسامہ کے ساتھیوں میں سے کسی کے ساتھ روابط ہوں جس کے باعث اس کارروائی کی اطلاع اسامہ اور اس کے ساتھیوں کو پہلے ہو گئی ہو۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ روزے کی عبادت اور رمضان المبارک کا اصل حاصل تقویٰ کا حصول اور قرآن مجید کے ساتھ تجدید تعلق ہے جس کے عملی تقاضے کے طور پر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ کے احکامات کو توڑنے سے گریز کریں اور اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں جو قرآن حکیم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ کی رحمت اور نصرت یقینی طور پر ہمیں حاصل ہوگی۔

۱۳ دسمبر کے واقعے کو بنیاد بنا کر بھارت طبلِ جنگ بجانے کو ہے

امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا اتحاد خالصتاً اسلام دشمنی کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے

کیا ہماری قیادت دشمنوں کے مطالبات تسلیم کر کے اسے ایک بار پھر ''کامیاب حکمت عملی'' کا نام دے گی؟

پاک بھارت جنگ کے وقوع پذیر ہونے کا انحصار امریکہ کی یہودی قوتوں پر ہے

بھارت اپنی جنگ امریکہ کے کندھوں پر سوار ہو کر لڑنا چاہتا ہے

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

۱۱ ستمبر کو واشنگٹن اور نیویارک میں ہونے والی دہشت گردی کے بعد راقم نے ایک محفل میں یہ بات کہی تھی کہ جلد ہی کشمیر سے باہر بھارت کے کسی بڑے شہر میں اسی نوع کا عمل دہرایا جائے گا اور پھر اسے پاکستان کے خلاف کسی کارروائی کی بنیاد بنایا جائے گا۔ چند روز بعد سری نگر میں اسمبلی کے باہر دھماکا ہوا۔ کافی لوگ مارے گئے لیکن اراکین اسمبلی اور دوسرے وی آئی پی جو حادثے سے کچھ پہلے وہاں سے جا چکے تھے، محفوظ رہے۔ اس حادثے کے فوراً بعد بعض احباب نے فون کئے کہ تمہاری بات اس لحاظ سے غلط تھی کہ یہ دہشت گردی کشمیر سے باہر بھارت کے کسی شہر میں کی جائے گی۔ اس کے بعد طیارے کے اغوا کا ڈرامہ رچایا گیا جو اس بری طرح فلاپ ہوا کہ خود بھارتی حکومت کو کہنا پڑا کہ یہ محض مذاق تھا حالانکہ بھارت کے سرکاری ذرائع ابلاغ جہاز کے اغوا کے فوری بعد پاکستان کے سر پر یہ الزام تھوپ چکے تھے۔ یہ دونوں واقعات اس وقت ظہور پذیر ہوئے جب امریکہ افغانستان میں ابھی کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکا تھا۔ لیکن ۱۳ دسمبر کو بھارتی پارلیمنٹ کے باہر ہونے والی دہشت گردی کی ٹائمنگ وہ رکھی گئی کہ جب امریکہ افغانستان میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہو چکا تھا اور روس وغیرہ کی طرف سے یہ مطالبہ آنا شروع ہو گیا تھا کہ چونکہ امریکہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی مکمل کر چکا ہے لہٰذا اب وہ افغانستان خالی کر دے۔ بہر حال ۱۳ دسمبر کے واقعہ کو بنیاد بنا کر بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بھارت طبلِ جنگ بجانے کو ہے۔ اس کے سرکاری ذرائع ابلاغ عوام میں وار ہسٹریا پیدا کر رہے ہیں، خصوصاً دوردرشن اور دوسرے ٹیلی ویژن چینلز پاکستان کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اور کیل کانٹے سے لیس افواج کو سرحدوں کی طرف بڑھتے ہوئے دکھایا جا رہا ہے۔ آیئے آگے بڑھنے سے پہلے ۱۳ دسمبر کو بھارتی پارلیمنٹ کے باہر ہونے والی دہشت گردی کا تجزیہ کریں۔

پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستانی حکومت جو دہشت گردی کے خلاف بننے والے اتحاد کی اہم رکن ہے یا پاکستان کی کوئی مذہبی یا جہادی جماعت دہلی میں پانچ سات افراد کو قتل کر کے کیا مقاصد یا مفادات حاصل کر سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ راقم کی کشمیر سے باہر بھارت میں دہشت گردی کی پیشین گوئی کی بنیاد ہی یہی تھی کہ بھارت دہشت گردی کے خلاف بنی ہوئی فضا سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا اور اقوام عالم کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ محض کشمیر کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پاکستان دہشت گرد ملک ہے اور وہ نہ صرف کشمیر میں بلکہ پورے بھارت میں دہشت گردی کا ارتکاب کر رہا ہے لہٰذا دہشت گردی کے خلاف اس عالمی اتحاد کا فرض ہے کہ وہ افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بھی سرکوبی کرے۔ بھارت اپنی جنگ امریکی کندھوں پر سوار ہو کر لڑنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے امریکی انتظامیہ میں یہودی اثر ورسوخ کو استعمال کر رہا ہے۔

ظاہری طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اوّل تو یہ ڈرامہ بھارتی سرکار نے خود ہی سٹیج کیا ہے تاکہ پاکستان کے خلاف اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کرے۔ علاوہ ازیں ۱۳ دسمبر کو ہونے والی یہ دہشت گردی بھارت کی اندرونی کشمکش کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ بھارتی سرکار کو POTO کا قانون منظور کروانا ہے جس پر اپوزیشن اس کی شدید ترین مخالفت کر رہی ہے۔ یوپی کے انتخابات کا مسئلہ بھی ہے۔ وہ بی جے پی کا گڑھ ہے اور اسے اگر اپنے گڑھ میں شکست ہو گئی تو مرکز میں حکومت کو قائم رکھنا ممکن نہیں رہے گا۔ مزید برآں بھارت سری لنکا میں جو کچھ کر رہا ہے، اس کا ردِعمل بھی ہو سکتا ہے۔ نیپال میں ماؤ نواز کمیونسٹ بھارت کے خلاف شدید جذبات رکھتے ہیں اور نیپال کے سارے شاہی خاندان کو ختم کر کے وہاں اپنی مرضی کی حکومت بنوانا وہ ''را'' کی کارروائی سمجھتے ہیں لہٰذا یہ ان کی طرف سے غصے اور نفرت کا اظہار بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یوں تو اس وقت دنیا میں بہت سے اتحاد موجود ہیں جن کے لئے مختلف بنیادیں موجود ہیں لیکن امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا اتحاد خالصتاً اسلام دشمنی کی بنیاد پر وجود میں آ چکا ہے۔ اس خطہ میں اس وقت اس اتحاد کے تینوں ممالک کو ایک ایک مسئلہ درپیش ہے۔ بھارت کشمیر کو پاکستان سمیت دنیا بھر سے اپنا اٹوٹ انگ منوانا چاہتا ہے۔ اسرائیل کو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے خطرہ محسوس ہوتا ہے اور وہ اس کا مکمل رول بیک چاہتا ہے۔ امریکہ کو Containment of China کی پالیسی کو آگے بڑھانے کے لئے پاک بھارت مشترکہ تعاون کی ضرورت ہے جس پر ابھی تک پاکستان اس طرح رضامند نہیں ہو رہا جس طرح امریکہ چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں امریکی دانشور اسلامی تہذیب اور احیائے اسلام کی تحریکوں کو آنے والے وقت میں امریکہ کے لئے بڑا چیلنج قرار دے رہے ہیں اور امریکی حکومت کو اس کے سدباب کے مشورے دے رہے ہیں۔ لہٰذا ایک اسلامی ملک کا ایٹمی قوت کا حامل ہونا ناقابل برداشت ہے۔

اس وقت ہر گفتگو کا موضوع یہ ہے کہ آیا پاک بھارت جنگ ہو گی یا نہیں! گرجنے والے بادل برسیں گے بھی یا نہیں؟ راقم کی رائے میں بھارت امریکی آشیرباد کے بغیر حملہ نہیں کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس صورت میں دو طرفہ تباہی ہو گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھارت کو امریکی آشیرباد بلکہ صحیح تر الفاظ میں امریکی پشت پناہی حاصل ہو گی یا نہیں؟ خیال یہ ہے کہ امریکی حکومت فی الحال

کوئی اور محاذ نہیں کھولنا چاہتی۔ وہ پہلے افغانستان میں اپنے پاؤں جمانا چاہتے ہیں اور اپنے معاشی مفادات کا حصول یقینی بنانا چاہتے ہیں اور اس معاملے میں کوئی رسک لینے کو تیار نہیں۔ لیکن یہودی لابی جو امریکہ میں انتہائی منہ زور ہے بلکہ خود انتظامیہ کا حصہ بن چکی ہے، وہ یہ سمجھتی ہے کہ بات اگر افغانستان ہی میں ختم ہوگئی تو مالی مفادات تو یقیناً حاصل ہو جائیں گے لیکن اس کی سلامتی کو جو خطرہ پاکستان کی ایٹمی قوت سے ہے وہ نہیں ٹل سکے گا۔ لہٰذا ایک طرف وہ بھارت کو اشتعال دلا رہا ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف کارروائی کرے اور اس کے ساتھ عسکری سطح پر مکمل تعاون بھی کر رہا ہے اور دوسری طرف امریکہ کو بھارت کی پشت پناہی پر مجبور کرنے کے لئے ہر ہر حربہ استعمال کر رہا ہے۔ لہٰذا پاک بھارت جنگ کا انحصار اس پر ہے کہ امریکہ میں یہودی قوتیں فیصلہ کن انداز میں اثر انداز ہوتی ہیں یا نہیں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حکومت ایٹمی اثاثہ جات بچانے کے لئے باقی سب کچھ فراموش کر چکی ہے۔ وہ کشمیر جس کے لئے جنرل مشرف اقتدار کے روزِ اول سے بڑھک بازی کر رہے ہیں وہ بھی بیک گراؤنڈ میں چلا گیا ہے۔ وہ جہادی تنظیمیں جنہیں آئی ایس آئی نے جنم دیا، پالا پوسا اور جوان کیا حکومت خود انہیں ٹھکانے لگاتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا اگر اپنی پیدا کردہ کشمیری جہادی تنظیموں سے جان چھڑا کر جنگ ٹالی جا سکی تو پاکستان کی حکومت حسب سابق غیرت و حمیت اور حق ناحق کے چکر میں پڑنے کی بجائے اپنے تئیں پاکستان کو بچانے کی اور حقیقت میں اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے دشمن کے مطالبات تسلیم کر لے گی اور کہا جائے گا کہ ایک بار پھر کامیاب حکمت عملی سے پاکستان کو جنگ کے شعلوں سے بچا لیا گیا۔ راقم نے پاکستان کے حکمرانوں کو حقیقت کا ادراک کروانے کے لئے اپنے ایک کالم میں Wolf and the Lamb کی کہانی سنائی تھی۔ اصل بات وہی ہے کہ درحقیقت بھیڑیا ہماری جان کا دشمن ہے۔ وہ کبھی کوئی عذر تراشتا ہے اور کبھی کوئی۔ پاکستان کی موجودہ حکومت نے ایٹمی اثاثہ جات کو بچانے کے لئے پہلے افغانستان میں طالبان کی قربانی دی، اپنے دوستوں کو وہاں سے نکال کر اپنے ہاتھوں اپنے دشمنوں کو تختِ کابل پر بٹھایا اور اپنی شمال مغربی سرحد غیر محفوظ کی۔ اب ایٹمی اثاثہ جات کے لئے کشمیر کی قربانی دی جا رہی ہے۔ دشمن قدم بہ قدم آگے بڑھ رہا ہے اور ہم مسلسل پسپائی اختیار کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایٹمی اثاثہ جات کو بچاتے بچاتے ہم سوویت یونین کی طرح شکست و ریخت کا شکار ہو جائیں۔ ایٹمی اثاثہ جات تو بچ جائیں لیکن ہماری بجائے کسی اور کے کام آئیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ متاعِ تیموری سے تہی دامن یہ حکمران اپنے ساتھ ہماری لٹیا بھی ڈبو دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی ایمان سے نوازے تاکہ ہم دنیوی خداؤں سے بے نیاز ہو کر کائنات کے واحد رب پر تکیہ کریں اور کوئی موقف اختیار کرنے کے لئے طاقت اور ضعف کو بنیاد بنانے کی بجائے حق اور باطل کی کسوٹی پر پرکھیں۔ آمین یا رب العالمین!

یہ فلسفہ خودی کا ہر ایک کو سناؤ!

(بیگم ڈاکٹر عبدالخالق)

(۱)

گر ماننا ہے رب کو، تو اب بھی مان جاؤ
اس سائنسی ترقی کے زعم کو ہٹاؤ
گر لاکھ اس کی طاقت خیرہ کرے ہے تم کو
پر غور سے سنو تم، غفلت نہ تم دکھاؤ

(۲)

یہ مادہ پرستی کا دور جا رہا ہے
اس شرک کے اندھیرے میں کون جا رہا ہے
یہ ہم ہیں، ہم مسلماں، یہ ربّ بتا رہا ہے
پر دل سے اپنے سوچو، سمع و بصر جگاؤ

(۳)

سائنس کے کُل کرشمے کس ذات نے سکھائے
دنیا کے سب ہنر بھی کس ذات نے بتائے
علم و ہنر عمل کا کس نے پتہ بتایا
اس قادر و قدر کی تقدیر مان جاؤ

(۴)

اِک بات اور تم کو اس وقت میں بتاؤں
یہ راز کی نہیں ہے پر بات ہے پتے کی
اس زندگی میں جھگڑا انسانیت کا کیا ہے؟
ہے خیر و شر میں سبقت، جس سمت میں بھی جاؤ

(۵)

بش کے ستم سے شر سے، فرعون یاد آیا
اس کے غرور سے پھر نمرود یاد آیا
دنیا کے کل خزانوں کے بن کے خود ہی مالک
قارون کو بھی دے دی ہے مات، جاگ جاؤ

(۶)

تاریخ کے ورق سے کچھ اور یاد آیا
پرویز کے جہل سے بوجہل یاد آیا
عمر و اُسامہ ساتھی ہیں یارِ غار بھی ہیں
تانا ہے ان پہ ربّ نے جالا، یہ تم بتاؤ!

(۷)

جو ارض و آسماں کی ہر چیز دیکھتے ہیں
وہ عمر اور اُسامہ کی دھول دیکھتے ہیں
پر عالمِ دو عالَم نے ان کو ہے چھپایا
ہے میرے رب کی حکمت، یہ تم سمجھ نہ پاؤ

(۸)

اور بات بس یہی ہے جو تم کو ہے سنانی
اک ربّ کی حکمرانی میں کر کے تم غلامی
دنیا و آخرت میں پاؤ گے کامرانی
یہ فلسفہ خودی کا ہر ایک کو سناؤ

(۹)

جو آج بھی خدا پہ کرتے ہیں بس بھروسہ
وہ جانتے ہیں ربّ کا کہنا اَکِیْدُ کَیْدًا
باطل ہزار چالیں گر چل گیا ہو اب تک
مایوس وہ نہیں ہیں جتنا بھی آزماؤ

(۱۰)

اے لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُـو کو سمجھنے والو
دنیا پہ آخرت کو ترجیح دینے والو
وعدہ ہے تم سے رب کا، ہاں "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ"
یہ نغمہ مل کے بنتِ اسرار کا سناؤ

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

نظام کی تبدیلی کے دو راستے

ڈاکٹر اسرار احمد

اس وقت دنیا میں حکومت تبدیل کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ انتخابات کا ہے۔ آپ ووٹ کی طاقت سے حکومت تبدیل کر سکتے ہیں لیکن اس ذریعے سے چہرے تبدیل کئے جا سکتے ہیں' نظام ہرگز نہیں بدلا جا سکتا جبکہ ہمیں چہرے نہیں بلکہ نظام بدلنے کی ضرورت ہے۔ انتخابات کے انعقاد کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ موجود الوقت نظام کس طرح زیادہ بہتر انداز میں چلایا جائے۔

دوسرا طریقہ ایجی ٹیشن کا ہے۔ اس طریقہ سے کامیابی تب ممکن ہے کہ تیاری مکمل ہو۔ اگر لاکھوں افراد سر پر کفن باندھ کر نکلنے پر تیار ہوں تو کامیابی یقینی ہے۔ اسے ہم مظاہراتی طریقہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک مظاہرہ وہ ہے جسے ہم ''خاموش مظاہرہ'' کہتے ہیں۔ یہ دراصل ہماری دعوت و تبلیغ ہی کا ایک طریقہ ہے' تاہم نظام بدلنے کے لئے جو مظاہرہ ہوتا ہے اس کے ذریعہ باطل نظام کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ یہ مظاہرہ گھیراؤ کے ساتھ ہوگا کہ اس نظام کو اب چلنے نہیں دیں گے۔ ترک موالات کی تحریک بھی اسی کا ایک حصہ ہوگی' یعنی اب ہم نظام باطل کو ٹیکس نہیں دیں گے۔ بینکوں کو چلنے دیں گے اور نہ جاگیرداروں کو ان کا حصہ دیں گے۔

کوئی انقلابی تحریک جب اس مرحلے میں داخل ہو جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ باطل نظام اس کے راستے میں مزاحم ہوگا۔ اب اس جماعت کے کارکنوں پر گولیاں بھی برسائی جائیں گی اور ان کو جیلوں میں بھی ٹھونسا جائے گا لیکن یہ سارا تشدد یک طرفہ ہوگا' دو طرفہ نہیں۔ سیرت نبویؐ میں اگرچہ یہ جنگ دو طرفہ تھی۔ لیکن وہاں آپؐ کا مقابلہ کفار سے تھا۔ جبکہ اسلامی انقلابی کارکنوں کا مقابلہ مسلمان حکمرانوں اور انتظامیہ سے ہے۔ لہٰذا اسلامی انقلابی تحریک کے کارکن کسی کو قتل نہیں کریں گے بلکہ خود قتل ہونے کو تیار ہو کر میدان میں آئیں گے۔

رائج الوقت نظام خون دیئے بغیر نہیں بدلتا۔ اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ دین بھی غالب ہو جائے اور خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے تو یہ محض خام خیالی ہے۔ اگر یہ کام خون دیئے بغیر ہو سکتا تو نبی اکرم ﷺ اس کام کے لئے کئی سو صحابہؓ کی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کرتے جبکہ ہمارا یقین ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابیؓ کی جان ہم جیسے لاکھوں انسانوں کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپؐ نے حضرت حمزہؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ جیسے رفقاء کی قربانیاں دی ہیں۔ حضرت حمزہؓ کو آپؐ نے '' اسد اللہ و اسد رسولہ'' کا خطاب عطا فرمایا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینے میں پہنچنے والے پہلے معلم قرآن ہیں۔ انہی کی محنت سے مدینہ میں انقلاب کے لئے زمین ہموار ہوئی تھی۔

ایک حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ (یعنی طاقت) سے بدل دے اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے (اسے برا کہے اور) اسے بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی استطاعت بھی نہ رکھتا ہو تو اسے دل سے برا جانے' اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

گویا اگر برائی سے دلی نفرت بھی نہیں اور اس کو بدلنے کا دل میں ارادہ بھی نہیں تو پھر ایسے شخص کے دل میں ایمان ہی نہیں ہے۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب تک طاقت نہیں ہے ''نهی عن المنكر باللسان'' کا فریضہ ادا کیا جاتا رہے۔ چنانچہ ہم زبان سے کہتے رہیں گے کہ یہ حرام ہے۔ یہ جاگیرداری' یہ سودی نظام جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب طاقت حاصل ہو جائے گی تب نظام باطل کو میدان میں چیلنج کیا جائے گا یعنی ''نهی عن المنكر باليد''۔

یہی مضمون ایک دوسری حدیث مبارکہ میں زیادہ واضح ہو کر آیا ہے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں اور یہ بھی صحیح مسلم شریف کی روایت ہے:

''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کسی امت میں اٹھایا تو اس کی امت میں سے اس کے ایسے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اپنے نبی کی سنت کو تھامے رکھتے اور اس کے حکم کی اطاعت کرتے۔ پھر ان کے بعد ان کے ایسے (نالائق) جانشین آتے جن کا حال یہ تھا کہ جو کہتے اس پر عمل نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں دیا جاتا۔ تو ایسے لوگوں سے جو شخص (قوت و طاقت سے) جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو شخص ان سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو شخص ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے (یعنی دل میں کڑھے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نہیں۔''

یہ ایک بڑی جامع حدیث ہے۔ امتوں کے زوال کا پورا فلسفہ اس میں موجود ہے' اس لئے کہ قول و فعل کا تضاد ہی امتوں کو زوال سے دوچار کرتا ہے جیسا کہ آج ہمارا حال ہو گیا ہے کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں عشق رسولؐ کا لیکن اتباع رسولؐ سے مکمل گریز ہے' البتہ بدعات و خرافات کا ایک طومار ہے کہ جس کو دین بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ بقول حالی۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اسی کیفیت کو مولانا حالی نے مناجات بحضور ختم المرسلین ﷺ میں عرض کیا ہے:

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

ایک طرف دین کی پستی کا یہ عالم ہے' دوسری طرف ہماری بے غیرتی اور بے حمیتی کی کیفیت یہ ہے کہ بس اپنے کاروبار' اپنی جائیداد اور اپنے معاملات میں جتے ہوئے ہیں۔ ہمیں فکر ہے تو اپنی کاروں کے ماڈل اور اپنے ٹیلی ویژن سکرین کے سائز کی۔

نظام خلافت قائم کرنے کی جدوجہد ہر مسلمان کے لئے فرض عین اور اس کے ایمان کا تقاضا ہے' ورنہ مذکورہ بالا حدیث کے مطابق وہ قول و فعل کے تضاد کا مرتکب ہو رہا ہے کہ دعویٰ تو کرتا ہے اللہ پر ایمان کا مگر اللہ کا دین پامال ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور اپنے کاروبار کو چمکانے میں مشغول ہے۔

غلبہ دین کی جدوجہد کے فرض عین ہونے کے سلسلہ میں ایک اور نکتے کا اضافہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں فقط وہیں غلبہ دین کی جدوجہد فرض عین نہیں ہے بلکہ اگر کہیں صرف ایک ہی مسلمان ہے تو اس پر بھی فرض ہے کہ وہ دین کے غلبے کی جدوجہد کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ ساڑھے نو سو برس کی زندگی دے تو اس ساری زندگی میں یہی کام کرتا رہے۔ یہ کام تب بھی کرنا ہے جب کوئی شخص مانے اور تب بھی کرنا ہے جب کوئی شخص نہ مانے۔ قرآن نے ہمارے سامنے حضرت نوح علیہ السلام کی مثال رکھی ہے۔ ساڑھے نو سو برس استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہے مگر اس طویل محنت سے کتنے لوگ ایمان لائے؟ لیکن اگر وہ کام چھوڑ کر بیٹھ جاتے تو ناکام قرار پاتے لہٰذا وہ کام کرتے رہے۔ قوم نہیں مانی تو قوم ناکام ہوئی ہے جبکہ اپنا فرض ادا کرنے کی وجہ سے وہ خود کامیاب رہے۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ہیپی نیو ایئر

معزز قارئین ! "Happy New Year" یہ تہنیتی الفاظ نیا سال شروع ہونے کے بعد کم از کم دو تین ہفتوں تک مسلسل کہے اور سنے جاتے ہیں۔ امریکہ میں نئے سال کی تقریب سب سے پرانی تقریب کہی جاتی ہے' نئے سال کی چھٹی بھی امریکہ کی سب سے قدیم چھٹی گردانی جاتی ہے۔

نئے سال کی سب سے پہلی تقریب آج سے ۴۰۰۰ سال قبل قدیم Babylon میں ۲۰۰۰ ق م میں منائی گئی تھی۔ گیارہ دن تک اتنی دھوم دھام سے نئے سال کی تقریبات منعقد ہوتی تھیں کہ آج یہ کہا جاتا ہے کہ ماڈرن امریکہ اسکا عشر عشیر بھی نہیں مناپاتا۔

شروع شروع میں چرچ نئے سال کو منانے کے خلاف تھے' لیکن جیسے جیسے عیسائیت کو فروغ حاصل ہوتا گیا یہ چرچ بھی نئے سال کی تقریبات میں شریک ہوتے چلے گئے اور آج یورپ اور امریکہ کے ہر مکتبۂ فکر میں یہ سب سے اہم تقریب کا روپ دھار چکی ہے۔ اول نمبر کی توہم پرست یورپی اور امریکی قومیں جو مشروب پیتے ہوئے گلاس بھی آپس میں اس لئے ٹکراتی ہیں تاکہ کمرے میں موجود بھوت پریت بھاگ جائیں' ان کے اس تقریب کے ساتھ بھی انتہائی توہم پرستانہ عقائد وابستہ ہیں۔ مثلاً جنوری کی پہلی تاریخ کو جو کچھ کھایا جائے گا یا جیسے مہمان سب سے پہلے گھر میں داخل ہوں گے ویسا ہی پورا سال گزرے گا۔ اگر آنے والا پہلا مہمان لمبا چوڑا ہوگا تو پورا سال خوش قسمتی کی لمبی لمبی پینگیں لیتے گزرے گا اور اگر چھوٹے قد کاٹھ کا ہوگا تو بدقسمتی دامن نہ چھوڑے گی۔

بہت سے کلچر یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر پہلی جنوری کو ایسے کھانے کھائے جائیں جو گول یا دائرے کی شکل میں ہوں تو پورا سال اپنے Cycle کو بحسن و خوبی طے کرلے گا' امریکہ میں سال کے پہلے دن لوبیا' چاول اور سلاد کے پتے خصوصی کھانے گردانے جاتے ہیں' سلاد کے پتے چونکہ ہرے ہوتے ہیں اور تہہ بہ تہہ چڑھے ہوتے ہیں لہٰذا اس سے مراد لی جاتی ہے کہ پورا سال ڈالرز کی گڈیوں پہ گڈیاں برسیں گی۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی پایا جاتا ہے کہ سال کے پہلے دن اپنے آپ سے جس کام کو کرنے کا عہد کرلیا جائے وہ کام بہ آسانی کرلیا جاتا ہے مثلاً وزن کم کرنا یا سگریٹ نوشی ترک کردینا وغیرہ۔ نئے سال کے آغاز پر جب گھڑیال ٹھیک بارہ بجے کا اعلان کرتا ہے تو یورپ اور امریکہ کے ساتھ ساتھ کئی مسلمان گھرانوں اور اسلامی ممالک میں بھی جس مشہور نغمے "Auld Lang Syne" کی گونج سنائی دیتی ہے' یہ نغمہ ۱۷۹۶ء سے اب تک سال کے آغاز پر بجایا جارہا ہے۔ اس کا مطلب ہے "The golden old days" یعنی "بیتے ہوئے سنہرے دن"

اب یہ "سنہرے دن" بے شک امریکہ اور یورپ میں تو اپنی پوری آب و تاب دکھا کر رخصت ہوجاتے ہیں

رعنا ہاشم خان

لیکن پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک آخر کون سے سنہرے دنوں کی یاد تازہ کرتے ہیں؟ تقریباً تمام مسلمان ممالک میں اس زور و شور سے نیا سال منایا جاتا ہے کہ امریکی میڈیا باقاعدہ ان تقریبات کو براہ راست ٹیلی کاسٹ کرتا ہے۔ پاکستان کے کئی بڑے ہوٹلز کے سوئمنگ پولز کے کناروں پر جس طرح تقریبات منعقد ہوتی ہیں یقین نہیں آتا کہ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دکھایا جارہا ہے یا امریکہ اور یورپ میں ہونے والی کوئی تقریب عکس بند کی گئی ہے۔ اصل میں ہم پاکستانی ایک انتہائی سعادتمند قوم ہیں کہ مغرب جو کہتا ہے اور کرتا ہے ہم بھی بلا سوچے سمجھے وہی کرتے ہیں۔ خاص طور پر امریکہ کی نافرمانی تو ہماری سرشت میں سرے سے ہے ہی نہیں۔ بھلا آسمان نہ ٹوٹ پڑے گا اور زمین میں شگاف نہ پڑ جائیں گے اگر ہم امریکہ کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے۔

> بیت المقدس کا تقدس پامال ہوتا ہے' بوسنیا جلتا ہے'
> چیچنیا لہو روتا ہے' افغانستان پر پابندیاں لگتی ہیں اور مسلمان
> "ہیپی نیو ایئر" کی مبارکبادیں دے رہے ہوتے ہیں

نیا سال شروع ہونے میں ابھی ایک ہفتہ ہے لیکن اب بھی ای میل باکس کھولا جائے' میل باکس کھولا جائے' کہیں چلے جائیں' کوئی آجائے یا فون اٹھایا جائے تو پہلا سیسہ کانوں میں یہی انڈیلا جاتا ہے کہ "ہیپی نیو ایئر"۔ ملتِ اسلامیہ اور اہل پاکستان ہر سال "ہیپی نیو ایئر" کہتے نہیں تھکتے اور پھر ایسی ہی مبارک بادوں کے شور میں بیت المقدس کا تقدس پامال ہوجاتا ہے' بوسنیا جلتا ہے' چیچنیا لہو روتا ہے' افغانستان پر پابندیاں لگ جاتی ہیں' سلمان رشدی کتاب لکھ ڈالتا ہے' ڈھاکہ ڈوب جاتا ہے' حمود الرحمٰن کمیشن بیٹھ جاتا ہے' ڈھائی سو مسلمان کشمیری بچے سکول کے اندر زندہ جلا دیئے جاتے ہیں' بابری مسجد شہید ہوجاتی ہے' سیاست مغرب مسلم عرب کو مسلم ترک سے لڑا دیتی ہے' ہیبرون میں یہودی کی مشین گن کا شعلہ سینکڑوں نمازیوں کو نگل جاتا ہے' امریکہ عراق پر زندگی تنگ کردیتا ہے' افغانستان کے معصوم اور بے قصور عوام پر بم برسائے جاتے ہیں' پاکستان آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے خونیں پنجے تلے کراہتا ہے' بھارت زحل ستارہ بن کر "اٹوٹ انگ" پر سائے ڈالتا ہے اور ہم یوں خوش ہو ہو کر ایک دوسرے کو ہیپی نیو ایئر کے سندیسے بھیجتے ہیں جیسے سری نگر پر جھنڈا گاڑ آئے ہوں' بیت المقدس آزاد کرالیا ہو' خلافتِ اسلامیہ قائم کر ڈالی ہو' بھارت میں ایک اور پاکستان بنا ڈالا ہو اور تختِ واشنگٹن کو زمین بوس کردیا ہو۔

یاد رکھیے ہم پاکستانیوں کے لئے تو وہ سال مبارک ہوگا جب خدائے لاشریک کے نام پر حاصل کی گئی اس ارضِ پاک میں شریعت محمدیؐ کا کامل نفاذ ہوجائے گا!

جہاد ہے حکم قرآن

پاکستان کے مسلمانو! اب تو اٹھو اسلام کو بچانے کے لئے
طالبان شہید ہو رہے ہیں شریعت محمدیؐ کو بچانے کے لئے
من انصاری الی اللہ' وجاھدوا فی سبیل اللہ
قرآن دیتا ہے پیغام ہمیں
جہاد فرض ہوگیا ہے باطل امریکہ سے ٹکرانے کے لئے
نکلو میرے گدی نشینو خانقاہوں سے
لشکر جہاد ہے چل پڑا
یہ وقتِ قیام ہے' گر نہ جاؤ سجدے میں جانے کے لئے
اے قائداعظم' علامہ اقبالؒ' اے شہیدانِ وطن!
اب تو ایسے ہیں حکمران
تیار بیٹھے ہیں مجاہدوں کے قتل پر جشن منانے کے لئے
امریکی دھمکی نے ہمیں ڈرادیا ہے
ادھر طالبان کا ایمان اللہ نے بڑھا دیا ہے
حکمرانو! اللہ کافی ہے ڈٹ جاؤ
اسلام کی شان بڑھانے کے لئے
اے امریکہ تیرا منافقانہ کردار' گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا چہرہ
اسلام دشمنی کا نام ہے نیو ورلڈ آرڈر' مسلمانوں کو مٹانے کے لئے
دنیا میں امن و سکون آخر اسلام ہی سے آئے گا
جہاد ہے حکم قرآن' دنیا بھر میں امن لانے کے لئے

(قاری انجم سہیل فاروقی)

المیزان بینک کے بارے میں میرا تاثر یہی ہے کہ ان کا مقصد دھوکا دینا نہیں

اداروں کے حالات میں تغیر کے باعث مسلمانوں کو ہر سال نئی صورتِ حال کے بارے میں علماء سے دریافت کر لینا چاہئے

وقتاً فوقتاً بینک کے معاملات کی تفتیش کا سلسلہ جاری رہتا ہے ○ جسٹس تقی عثمانی

بینک کی انتظامیہ میں شامل لوگ اسلامی بینکاری کے بارے میں کافی مخلص ہیں

بینک انتظامیہ شریعہ بورڈ کے فیصلوں پر عملدرآمد میں نہایت سنجیدہ ہے

ہمیں بینک کی کوششوں پر ان کی ہمت افزائی کرنی چاہئے ○ عمران اشرف عثمانی

کامل طور پر سود سے پاک معیشت کا قیام اسلامی انقلاب کے بغیر ممکن نہیں

جو ادارے ''اسلامی بینکاری'' کو بدنام کرنے کا موجب ہیں ان کا علمی و عملی محاکمہ علماء اور ماہرینِ معاشیات کی ذمہ داری ہے

اسلامی بینکاری دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے لہٰذا المیزان بینک جیسے اداروں کے ذریعے جتنی کچھ سہولت میسر آ جائے غنیمت ہے ○ عاطف وحید

المیزان بینک کی ورکنگ کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات پر ماہرینِ معاشیات اور بینک انتظامیہ سے ہونے والی خط و کتابت کی تفصیل

آج سے قریباً چھ ماہ قبل المیزان بینک کی انتظامیہ نے ''ربا فری اسلامک انوسٹمنٹ سرٹیفکیٹ'' کے عنوان سے اپنا کاروباری اشتہار ''ندائے خلافت'' میں شائع کرانے کی خاطر ہم سے رابطہ کیا۔ بینک کی جانب سے فراہم کردہ مواد کے مطالعے اور بینک کی انتظامیہ کی جانب سے اس یقین دہانی کے بعد کہ بینک کی ورکنگ نامور اسلامی سکالرز اور علماء کی ہدایات کے مطابق طے کی جاتی ہے' ہم نے وہ اشتہار ہفت روزہ ''ندائے خلافت' لاہور کی 26 جولائی تا یکم اگست کی اشاعت میں شائع کر دیا تھا۔ اشتہار کی اشاعت کے بعد کراچی سے ہمارے ایک ساتھی شجاع الدین شیخ نے اس بنک کی ورکنگ کے حوالے سے کچھ ایسے حقائق پیش کئے جو بینک کے دعووں کی تردید کرتے تھے۔ یہ حقائق جناب شجاع الدین شیخ صاحب کو اپنے بعض ایسے ساتھیوں کے ذریعے معلوم ہوئے تھے جو المیزان بینک کے آڈٹ پر متعین تھے۔ چونکہ اس خط میں بنک کی ورکنگ کے حوالے سے ایسے ٹھوس شواہد پیش کئے گئے تھے جو ہمارے نقطۂ نگاہ سے سخت تشویش کا موجب تھے لہٰذا ہم نے بینک کے متعلقہ شعبہ سے درخواست کی کہ ان امور کی تفصیلی وضاحت ارسال کریں تاکہ آئندہ المیزان بینک کے اشتہار کی اپنے جریدہ میں اشاعت کے حوالے سے کوئی فیصلہ کر سکیں۔ تاہم قریباً پندرہ دن تک ہمیں جواب موصول نہ ہوا۔ ہمارے فون کے ذریعے کئے جانے والے رابطے پر بوجوہ متعلقہ حضرات سے بات نہ ہو سکی جس پر یہ سمجھا گیا کہ مذکورہ بنک کی انتظامیہ جواب دینے سے گریز کر رہی ہے۔ چنانچہ ہم نے ندائے خلافت ۳۰ اگست تا ۵ ستمبر کے پرچے میں المیزان بینک کے اشتہار کی اشاعت پر قارئین سے معذرت کے اظہار کے طور پر ''اعترافِ تقصیر'' شائع کیا۔ لیکن جیسے ہی پرچہ چھپ کر آیا المیزان بینک کی جانب سے تفصیلی وضاحتی مراسلہ بھی موصول ہو گیا جس میں انہوں نے ہمارے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ معاملے کی مزید وضاحت کے لئے یہ ساری خط و کتابت شریعہ بورڈ کے فاضل ارکان جناب جسٹس تقی عثمانی اور جناب عمران اشرف عثمانی کی خدمت میں ارسال کی گئی جس پر دونوں حضرات نے تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں ہماری درخواست پر تنظیم اسلامی کے ماہر معاشیات جناب عاطف وحید نے بھی ان سب چیزوں کا مطالعہ کر کے اپنی رائے دی۔ قارئین کی دلچسپی اور رہنمائی کے لئے یہ خط و کتابت ذیل میں اس صراحت کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے کہ ہمارے نزدیک سود کی ہر آلائش سے قطعی طور پر پاک معاشی ڈھانچہ تو ایک بھرپور اسلامی انقلاب کے برپا ہونے کے بعد ہی استوار کیا جا سکے گا تاہم اندریں حالات بلاسود بینکاری کی جو کوششیں اسلامی معاشیات کے ماہرین اور علماء کرام کی ہدایات کے تابع رہتے ہوئے کی جا رہی ہیں ہمیں انہی پر قناعت کرنا ہوگی۔ ایسے اداروں کے بارے میں ہم توقع کرتے ہیں کہ اسلامی معاشیات کے ماہرین کے تجویز کردہ نظام پر عمل درآمد کے دوران جو خامیاں اور نقائص سامنے آئیں گے انہیں دور کرنے میں وہ کسی دنیوی مصلحت کو خاطر میں نہ لائیں گے۔ بصورتِ دیگر سود سے پاک معیشت کی جانب سچی پیش رفت ممکن نہ ہوگی۔ (ادارہ)

تنظیم اسلامی کراچی کے رفیق کا المیزان بینک

کی ورکنگ کے بارے میں مدیر ''ندائے خلافت'' کے نام خط

۱۶ اگست ۲۰۰۱ء

جناب محترم حافظ عاکف سعید صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..........مزاج بخیر
موضوع: المیزان انوسٹمنٹ بنک

۴ اگست ۲۰۰۱ء کو رفقاء سے امیر محترم کی ملاقات کے دوران راقم نے امیر محترم اور رفقاء کے سامنے المیزان انوسٹمنٹ بنک اور اس کے اشتہار (جو کہ ندائے خلافت کے شمارے بابت ۲۶ جولائی تا یکم اگست ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا) کے حوالے سے کچھ گزارشات اور حقائق پیش کئے۔ امیر محترم کے حکم کے مطابق یہ گزارشات وضاحت کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں:

(۱) میں نے فروری ۲۰۰۱ء میں اے ایف فرگوسن اینڈ کمپنی (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس) سے Articleship مکمل کی ہے۔ المیزان بنک کا آڈٹ ہماری کمپنی کے پاس ہے۔ اب سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل میرے کچھ ساتھی المیزان بنک کے آڈٹ پر متعین تھے۔ آڈٹ کے دوران المیزان کے معاملات سے متعلق کچھ Observations ان کے علم میں آئیں۔ یہ طویل لسٹ تھی جن میں سے درج ذیل تین مجھے یاد ہیں:

☆ کے ای ایس سی کو سودی قرض کی فراہمی
☆ انشورنس سے وابستگی
☆ قبضہ کے بغیر سامان کی فروخت

(۲) ہمارے ساتھیوں نے ان Observations کے متعلق المیزان کے شرعی ایڈوائزر جناب ڈاکٹر عمران تقی عثمانی (جو مفتی تقی عثمانی صاحب کے صاحبزادے ہیں) سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بنک کی انتظامیہ نے ان باتوں کے متعلق انہیں مطلع نہیں کیا تھا۔ گویا بنک کی انتظامیہ شرعی ایڈوائزر کے علم میں لائے بغیر بھی لین دین کرتی ہے۔

(۳) اس انکوائری کے نتیجے میں انتظامیہ نے ہماری کمپنی کے پارٹنر سے شکایت کردی اور غصے کا اظہار کیا کہ آڈیٹرز انتظامیہ کی اجازت کے بغیر شرعی ایڈوائزر کے پاس کیوں گئے اور آئندہ کے لئے انتظامیہ نے آڈٹ کے لئے Scope Limitation لگا دی کہ آڈیٹرز بنک کے معاملات شرعی نقطۂ نظر سے چیک نہیں کرسکتے۔

(۴) واضح رہے کہ بنک کے شرعی ایڈوائزر بنک کے لین دین کی صرف توثیق کرتے ہیں' اس کے بعد اس کی کوئی مانیٹرنگ نہیں کرتے اور نہ ہی منافع کی Calculation اور تقسیم پر ان کی نگاہ ہوتی ہے۔

(۵) المیزان کو مذہبی حلقوں میں متعارف کرانے اور لوگوں سے ڈیپازٹ حاصل کرنے کے لئے دار العلوم کورنگی سے فتویٰ لیا گیا ہے جس کی تصدیق جناب مفتی تقی عثمانی صاحب ہی نے کی ہے۔ مگر اس فتویٰ میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں کہ ''دار العلوم کے بعض علماء المیزان کے معاملات کی نگرانی کر رہے ہیں' ان سے زبانی معلوم ہوا ہے کہ......'' گویا دار العلوم اپنی حیثیت میں تھرڈ پارٹی کی حیثیت سے کوئی نگرانی نہیں کرتا اور اس کے فتویٰ کا دارومدار زبانی معلومات پر ہے۔ دیگر یہ کہ اس فتویٰ کی تصدیق جسٹس تقی عثمانی صاحب نے کی ہے جو خود المیزان کے شرعی بورڈ میں شامل ہیں۔ اس اعتبار سے اس فتویٰ پر ٹیکنیکل اعتراض ہوسکتا ہے۔

(۶) المیزان کا پراسپیکٹس جو کہ پبلک subscription کے لئے ڈان میں شائع ہوا' اس میں بنک کی آمدن کی تفصیل کچھ اس طرح تھی:

Main Income:	82 Million
PLS Bank Deposit Income	5 Million
Other Income	80 Million
Total	167 Million

گویا المیزان سودی کھاتوں کے ذریعے بھی آمدنی حاصل کر رہا ہے اور دوسرے یہ کہ پچاس فیصد آمدنی کی تفصیل موجود ہی نہیں اور اسے Other Income کے طور پر ظاہر کیا گیا۔

(۷) ایک ضمنی لیکن اہم بات یہ ہے کہ المیزان کی انتظامیہ کی اکثریت مغربی ممالک سے فارغ التحصیل لوگوں پر مشتمل کی ہے۔ ساتھ ہی ان کے آفس میں بالکل بے پردہ اور تمام تر آرائش و زیبائش کو نمایاں کرتی ہوئی خواتین موجود ہیں۔ گویا ظاہری اعتبار سے ایک ''غیر سودی ادارے'' کا دعویٰ کرنے والے عملی طور پر کسی طرح بھی شریعت کے پابند دکھائی نہیں دیتے۔

(۸) امیر محترم اکثر خطابات میں یہ فرماتے ہیں کہ اس وقت غیر سودی سکیموں کو رواج دینے کی جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ ان فقہی آراء پر Base کرتی ہیں جو دور ملوکیت میں پروان چڑھیں۔ چنانچہ موجودہ سکیمیں بھی Ideally غیر سودی نہیں ہیں تو پھر ہم کیوں ایسے اداروں کو پروموٹ کرنے کے لئے ان کے اشتہاروں کو اپنے پرچے میں جگہ دیں۔ ''ربٰو'' نہیں تو بہرحال ''ریبہ'' سمجھتے ہوئے ان سے اجتناب ضروری ہے اور یہ کہ رخصت کے بجائے عزیمت کی راہ اختیار کی جائے۔

درج بالا گزارشات کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔

(الف) تنظیم اسلامی نے حال ہی میں سود اور یو بی ایل کے خلاف مہم چلائی ہے۔ اس حوالے سے ہمیں بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمیں کسی بھی خود ساختہ غیر سودی ادارے کے اشتہار کی اشاعت کر کے اس کے معاملات کی تائید نہیں کرنی چاہئے۔ مذکورہ اشتہار میں ABN AMRO بینک کا تذکرہ بھی افسوس ناک ہے۔

(ب) ''ندائے خلافت'' کے قریب ترین شمارے میں بیک ٹائٹل پر مکمل صفحے کی وضاحت/اعتراف تقصیر شائع کیا جائے تاکہ جس قدر جگہ ایک غلط بات کی ترویج کے لئے استعمال ہوئی ہے کم از کم اتنی ہی جگہ اس کی تلافی کے لئے استعمال ہو۔ ساتھ ہی بارگاہ رب العزت میں معافی طلب کی جانی چاہئے اور رفقاء و احباب کو اس اشتہار سے جو تکلیف پہنچی ہے' اس کے ازالے کے لئے بھی اعتراف تقصیر میں تذکرہ ہونا چاہئے۔

(ج) المیزان سے حاصل ہونے والی رقم کو اخلاقاً واپس کر دیا جانا چاہئے اور آئندہ کوشش ہو کہ اس قسم کی کوتاہی نہ ہو۔

والسلام مع الاکرام
شجاع الدین شیخ

وضاحت حاصل کرنے کی غرض سے ''ندائے خلافت'' کا

المیزان بینک کو بھیجا گیا مراسلہ

مس نادیہ احمد
السلام علیکم!

المیزان بنک کے ''ربٰو فری انوسٹمنٹ سرٹیفکیٹ'' سے متعلق اشتہار کی ہمارے جریدہ ''ندائے خلافت'' کے شمارہ ۲۷ میں اشاعت کے بعد بعض ایسی خبریں سامنے آئی ہیں جو ہمارے نقطۂ نگاہ سے محل نظر ہیں' مثلاً یہ کہ:

☆ اس بنک نے کے ای ایس سی کو سودی قرض فراہم کیا۔
☆ بنک کے لین دین میں ''انشورنس'' شامل ہے۔
☆ یہ بنک قبضہ کے بغیر اشیاء فروخت کرتا ہے۔

اسی طرح ڈان اخبار میں پبلک Subscription کے لئے شائع ہونے والے المیزان بنک کے پراسپکٹس میں بنک کے ذریعہ آمدن میں PLS ڈپازٹ کے ۵ ملین

جبکہ ''دیگر ذرائع'' کے طور پر تقریباً ۸۰ ملین کی رقم دکھائی گئی ہے۔ ''دیگر ذرائع'' کا لفظ بھی شکوک پیدا کرتا ہے۔

یہ بات بھی ہمارے علم میں آئی ہے کہ بنک کی انتظامیہ ایک بڑی مقدار میں مالی لین دین اپنے ''شرعی مشیر'' کے علم میں لائے بغیر بھی کرتی ہے۔

مذکورہ بالا چیزوں کی موجودگی میں المیزان بنک کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ یہ ''ربٰو فری'' ہے قطعاً بلاجواز ہے۔ لہٰذا ان معاملات کے حوالے سے ہمیں آپ کے بنک کی تفصیلی وضاحت درکار ہے' جس کی روشنی میں ہی ہم آئندہ اپنے جریدہ میں المیزان بنک کے اشتہار کی اشاعت کے بارے میں فیصلہ کر سکیں گے۔ ہمیں آپ کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔ شکریہ

(فرقان دانش خان)

نائب مدیر ''ندائے خلافت''

36-K' ماڈل ٹاؤن' لاہور

المیزان بینک کی طرف سے جواب

Mr. Furqan Danish Khan,

Assalaam-o-Alaikum!

Reference to your facsimile message, kindly find below our response to the queries raised by your Academy.

A financial consortium managed the KESC transaction; Al-Meezan Investment Bank was a part of this syndicate. Our share was in shape of Rs. 100 million Murabaha facility specifically for the purchase of oil, spare parts and supplies. This facility was completely reviewed and approved by our Shariah Advisor.

In addition to the above, all our financial transactions are monitored and approved by Shariah Advisor, who is a Ph.D in Islamic Finance. Without his approval, a deal cannot be signed off. Besides having an in-house Shariah Advisor, Al-Meezan also has an independent, external Shariah Board comprising of internationally renowned Islamic banking scholars, serving on the boards of many Islamic banks operating in different countries. The Board meets on a regular basis to review the overall performance of the Bank. The Bank just had its 3rd Shariah Board meeting last week on August 31,2001. In this meeting, the Board reviewed all the transactions of the Bank, which were entered into between this and the last Board meeting. The members of our Shariah Board are:

- *Justice Muhammad Taqi Usmani, Pakistan*
- *Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah, Saudi Arabia*
- *Sheikh Essam M. Ishaq, Bahrain*
- *Dr. Muhammad Imran Ashraf Usmani, Paksitan*

Shariah scholars across the globe have permitted Islamic banks doing Murabaha, to enter into agency agreement, where the bank appoints the buyer an agent on its behalf, to purchase the asset. The actual title/ ownership and risk is passed to the Bank and remains in the Bank's ownership for some time. Under such agency agreements the actual possession of the asset does not have to be taken by the Bank.

The Bank's transactions do have insurance involved in them. This is a regulatory requirement on financial institutions to have insurance done for the asset-based transactions, (Murabaha or Ijarah). This issue has been discussed with the Shariah Board and the Board has allowed the Bank to use conventional insurance on the ground that currently there are no Takaful products or companies in the market. The Bank itself cannot do Takaful, as it does not have the license from the relevant regulatory authorities. However, we are working on the opportunity to develop and launch a Takaful business in Pakistan.

The Rs. 5 million income in our annual results include profit from PLS account maintained with Faysal Islamic Bank and Al-Baraka Bank. Through Musharaka contract a product has been prepared, in which the Bank participates in the specific Ijarah and Murabaha portfolio of the respective banks. Therefore, the profit earned on these is Shariah compatible.

The Rs. 80 million other income in our annual results was an income that the Bank earned when it entered into a foreign currency swap transaction with the State Bank of Pakistan. The Shariah Board in June, 2001 reviewed the transaction and declared that the proceeds generated through these transactions are not impermissible.

If you need more information, you can call us at 5650771-6 (ext. 110) or write to us at info@meezanbank.com, fax on 5650763 or on our mailing address Block C, 4th Floor, Finance & Trade Center, Shara-e-Faisal Karachi.

We hope that our response will Insha Allah, clear your doubts and you will once again continue to support us and our vision, of making Islamic Banking a reality in Pakistan. We look forward for your acceptance of our advertisement in your prestigious magazine Nida-e-Khilafat.

Wassalam and Regards,

Najmul Hasan
(Senior Executive Vice President)

Nadia Ahmad
(Project Coordinator)

شریعہ بورڈ کے اراکین کو لکھا گیا مکتوب

مکرمی جناب جسٹس تقی عثمانی/ جناب عمران اشرف عثمانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اس عریضے کا مقصد آپ سے المیزان بنک کی ورکنگ کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ اس ضمن اب تک جو خط وکتابت ہوئی ہے وہ منسلک ہے۔

آپ سے یہ تعاون درکار ہے کہ مذکورہ بنک کی ورکنگ کے حوالے سے اٹھائے گئے اعتراضات اور بنک کی طرف سے دیئے گئے جوابات پر آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ کیا بنک کا ربا فری بینکنگ کا دعویٰ درست ہے اور کیا یہ بنک اسلامی نقطۂ نظر سے شریعت کے مطابق لین دین کر رہا ہے۔ نیز ہمارے اعتراضات پر بنک کی طرف سے دیئے گئے جوابات پر آپ مطمئن ہیں؟ امید ہے آپ دین کے اس اہم مسئلے پر ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

آپ کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

فقط والسلام

(فرقان دانش خان)

نائب مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

المیزان بینک کے شریعہ ایڈوائزر

جناب عمران اشرف عثمانی کا وضاحتی مکتوب

محترم جناب فرقان دانش صاحب!

السلام علیکم!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا مکتوب احقر کو موصول ہوا۔ یہ جان کر ایک حد تک خوشی و اطمینان ہوا کہ مسلمانانِ پاکستان اس معاملے میں کافی حساس ہیں اور اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس سے زیادہ آپ حضرات کے محتاط اور متوازن طرزِ عمل کی بھی خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے یکطرفہ کسی فیصلے پر پہنچنے سے قبل معاملہ کی تحقیق مناسب خیال فرمائی۔ جہاں تک آپ کے مکتوب میں اٹھائے گئے معاملات کا تعلق ہے' ان کے بارے میں وضاحت درج ذیل ہے:

۱) کے ای ایس سی کے ساتھ مالی معاملات

المیزان نے ایک تمویلی اتحاد (بینکنگ کنسورشیم) کا حصہ ہوتے ہوئے کے ای ایس سی کے ساتھ ایک تمویلی معاملہ (Transaction) کیا تھا۔ مگر اس معاملے میں المیزان نے بیع المرابحہ کے تحت تمویل کی تھی۔ اس معاہدے کے تحت المیزان نے کے ای ایس سی کو ۱۰۰ ملین روپے کی مالیت کا فرنس آئل اور پرزہ جات ایک مقررہ قیمت پر فروخت کئے تھے۔ کے ای ایس سی یہ قیمت ایک متعین مدت میں ادا کرے گی۔ تاہم اگر کے ای ایس سی المیزان کو مقررہ مدت سے پہلے رقم ادا کرنا چاہے تب بھی اسے وہی مقررہ قیمت ادا کرنا ہوگی جبکہ اگر کے ای ایس سی مقررہ وقت کے بعد قیمت ادا کرتی ہے تو اسے قیمت کے علاوہ جرمانہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ مگر یہ جرمانہ المیزان کی آمدنی میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے حاصل ہونے والی رقم کو المیزان کے شریعہ بورڈ کے منظور کردہ خیراتی کاموں پر خرچ کیا جائے گا۔ اس طرح آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ جرمانہ صرف حوصلہ شکنی کی نیت سے لگایا جائے گا۔ اس کا مقصد اضافی آمدنی ہرگز نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس وضاحت سے آپ اس معاملے میں مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

۲) انشورنس

پاکستان کے بینکنگ قوانین کے تحت کسی بھی بنک کے تمام اثاثے اور دیگر اشیاء بیمہ شدہ ہونے چاہئیں۔ المیزان بھی چونکہ ان قوانین کے تحت کام کرتا ہے چنانچہ اسے اس قانون کی پاسداری کرنی ہوتی ہے۔ تاہم المیزان کے زیر استعمال تمام تمویلی معاہدوں میں یہ بات صراحت کے ساتھ درج ہے کہ جیسے ہی تکافل (اسلامی متبادل انشورنس) پاکستان میں متعارف کرائی گئی' المیزان اپنے تمام اثاثوں کو ان پر منتقل کرالے گا۔

مزید برآں موجودہ دور کے عرب سکالرز کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان حالات میں جہاں روایتی انشورنس کروانا حکومتی قانون کی طرف سے لازمی ہو اور وہاں تکافل موجود نہ ہو تو اسلامی بنکوں کے لئے فائنانشل اثاثوں کو اس شرط کے ساتھ انشورنس کرانے کی گنجائش ہے کہ وہ اسلامی تکافل کے لئے اپنی حتی المقدور کوشش جاری رکھیں اور حکومتی قوانین کی پیروی کرتے ہوئے اور کھاتے داروں اور بنک کے فائنانشل اثاثوں کو نقصان سے بچانے کے لئے جب تک تکافل موجود نہ ہو اس وقت تک روایتی انشورنس ان قیودات کے ساتھ استعمال کریں۔ المیزان کے شریعہ بورڈ نے بھی المیزان کے تمویلی معاہدوں (Standard Financing Agreements) میں موجود انشورنس کی دفعات کی انہی شرائط کے ساتھ منظوری دی ہے۔

آپ کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ المیزان پاکستان میں تکافل کو متعارف کرانے کے لئے نہایت سنجیدہ کوشش کر رہا ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلے میں جلد ہی کوئی بہتر نتیجہ سامنے آجائے گا۔

۳) پی ایل ایس کھاتوں کی آمدنی

ہمیں آپ کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ موجودہ بنکوں کے پی ایل ایس کھاتے شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہیں ہیں تاہم المیزان نے اس سلسلے میں فیصل بنک اور البرکہ بنک کے ساتھ خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ ان انتظامات کے تحت المیزان ان بینکوں کے صرف مرابحہ اور اجارہ کے کاروبار سے حاصل کردہ منافع میں حصے دار ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ فیصل بنک کے مرابحہ اور اجارہ کے تمویلی معاہدے اور البرکہ کا مرابحہ کا تمویلی معاہدہ علماء سے منظور کردہ ہے۔

اس موقع پر احقر ایک بات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کے تمویلاتی طریقوں میں سب سے افضل مشارکہ اور مضاربہ ہیں۔ باقی طریق ہائے تمویل مرابحہ' اجارہ سلم اور استصناع کا مرتبہ ان کے بعد ہے۔ اور علمائے کرام مرابحہ کی صرف ان جگہوں پر استعمال کی اجازت دیتے ہیں جہاں سود سے بچنے کا کوئی اور راستہ نہ ہو۔ اسی مقصد کے پیش نظر الحمدللہ المیزان ان میں مختلف طریق ہائے تمویل پر کام ہو رہا ہے۔ المیزان مرابحہ کے علاوہ اجارہ' مشارکہ مضاربہ اور استصناع کے تحت عقود کر چکا ہے اور مستقبل قریب میں ان شاء اللہ مشارکہ سرٹیفکیٹ اور تکافل وغیرہ کے تحت بھی کام شروع کرنے کا ارادہ ہے تاکہ مرابحہ کو صرف بوقت ضرورت استعمال کیا جائے اور دوسرے تمویلی طریقوں کے تحت کام کیا جائے تاکہ اسلام کے معاشی نظام کے مقاصد کے حصول میں مدد مل سکے۔

۴) دیگر آمدنی

۸۰ ملین روپے کی جو آمدنی بنک نے ظاہر کی ہے' وہ سٹیٹ بنک سے Swap کے تحت حاصل ہونے والی آمدنی ہے۔ اس معاملے کی مختصر تفصیل المیزان کی جاری کردہ سالانہ رپورٹ میں درج ہے۔ اس معاملے کو اس وقت شرعی لحاظ سے ڈھالنے (Structuring) کے لئے کوشش کی گئی تھی' بعد میں المیزان کے شریعہ بورڈ کے قیام کے بعد یہ معاملہ شریعہ بورڈ کے اجلاس میں بھی زیر غور آیا تھا۔ بورڈ نے اس معاملے پر تفصیلی بحث کے بعد اس Arrangement کے تحت ہونے والی آمدنی کو بنک کی آمدنی میں شامل کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

۵) مرابحہ فنانسنگ

اس وقت المیزان کے زیرِ استعمال تمام تمویلی معاہدے شریعہ بورڈ سے منظور کردہ ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ المیزان بغیر قبضہ لئے مال آگے مرابحہ کے تحت فروخت کردیتا ہے' اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ مرابحہ فنانسنگ کا معاملہ مرحلہ وار ایگریمنٹس اور اوراق پر مشتمل ہے۔ چنانچہ مرابحہ فنانسنگ کے وقت ہر ایگریمنٹ کا ایک خاص ترتیب کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تمام ایگریمنٹس ایک ساتھ ہی بوقت ادائیگی رقم بینک کی طرف سے دستخط ہوکر چلے جائیں۔ بلکہ اگر بنک نے صارف (Client) کو اپنے لئے کوئی چیز خریدنے کا وکیل بنایا ہے تو وکیل بنک کے لئے اس چیز کو خریدنے اور پھر بنک کو مطلع کرنے کا پابند ہے۔ اس دوران ان اشیاء کا ضمان (رسک) بنک کا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ سامان خرید کر بنک کو مطلع کردے تو وہ اس سامان کو خریدنے کا ایجاب (آفر) کرے گا۔ یہ ایجاب اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ سامان بنک نے خریدا ہی نہ ہو بلکہ بعد از خرید ہوگا۔ اس کے بعد بنک اس ایجاب کو قبول کرے گا جس کے بعد بنک کا ضمان خریدار کی جانب منتقل ہوگا۔ جیسا کہ ماقبل ذکر کیا گیا کہ ان مراحل کے پیشِ نظر المیزان اس چیز کی پابندی کرتا ہے کہ یہ مراحل نہ صرف معاملہ کرنے والے اپنے شاف کو رسماً تحریراً سمجھائے جائیں بلکہ تمام صارفین کو بھی سمجھائے جائیں تاکہ وہ ان مراحل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہی عقد کریں اور احقر اس سلسلے میں نہایت احتیاط کے ساتھ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور عموماً ہر مرحلہ کو خود چیک کرتا ہے۔ باقی سہواً یا نسیاناً کوئی چوک ہوجائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کا خواستگار ہے۔

۶) بنک کا اسٹاف

جہاں تک المیزان میں بعض بے پردہ خواتین کی ملازمت کا تعلق ہے' آنجناب کا یہ اعتراض بالکل بجا ہے۔ اس سلسلے میں احقر شروع ہی سے المیزان کی انتظامیہ کو مشورہ دیتا رہا ہے کہ یا تو المیزان میں خواتین کو ملازمت پر رکھا ہی نہ جائے اور جہاں پر ان خواتین کے ساتھ معاملات کرنے کا تعلق ہے تو اس امر مجبوری کے تحت صرف باپردہ خواتین کو رکھا جائے اور موجودہ خواتین کو بھی حجاب کی ہدایت کی جائے۔

آپ کے اس خط کے بعد احقر نے اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے اس مسئلے پر بنک کی انتظامیہ کو بھی ہدایت جاری فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ بنک کے شریعہ بورڈ کی طرف سے ایک ہدایت نامہ بنک میں کام کرنے والی خواتین کو بھیجا جائے اور اس میں ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اسلامی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حجاب کا اہتمام فرمائیں۔ امید ہے آپ حضرات اس سلسلے میں دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس میں ہماری مدد فرمائے اور اس میں جس حکمت سے کام کرنے کی ضرورت ہے اسے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ مجھے یہ بات کہتے ہوئے اطمینان ہوتا ہے کہ بنک کی انتظامیہ میں شامل لوگ اسلامی بنکاری کے بارے میں کافی مخلص ہیں۔ یہ کہنا کہ چونکہ ان لوگوں نے اعلیٰ تعلیم باہر سے حاصل کی ہے لہٰذا اس وجہ سے وہ اس بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں' نہایت ناانصافی ہوگی۔ المیزان بنک کی نگرانی اور مشاورت کے لئے بنایا گیا شریعہ بورڈ الحمدللہ معروف اور انتہائی قابل اور معتمد علمائے کرام پر مشتمل ہے اور یہ بات بھی قابل اطمینان ہے کہ بنک کی انتظامیہ ان کے فیصلوں پر عملدرآمد میں نہایت سنجیدہ ہے۔

اس موقع پر میں ایک بات کا ذکر کرنا پسند کروں گا کہ المیزان کے شریعہ بورڈ کے مشورہ پر المیزان کے بعض ایسے تجارتی امور اور معاملات جن میں آمدنی مشتبہ تھی' احتیاط و تقویٰ پر عمل کرنے کی وجہ سے متروک کردی گئی ہے۔ البتہ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اسلامی بنک کاری کا پاکستان میں نیا نیا تجربہ ہے چنانچہ کچھ غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ ہمیں ان غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں ہمیں بنک کی ان کوششوں پر نہ صرف تعاونوا علی البر والتقوی کی بنیاد پر تعاون کرنا چاہئے بلکہ ان کی ہمت افزائی بھی کرنی چاہئے۔

اگر آپ کو اس سلسلے میں مزید کوئی اشکال ہوں تو براہ مہربانی احقر سے کسی بھی وقت رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

خیر اندیش

محمد عمران اشرف عثمانی

شریعہ ایڈوائزر المیزان انوسٹمنٹ بنک

المیزان بینک کے شریعہ بورڈ کے رکن
جناب جسٹس محمد تقی عثمانی کی وضاحت

محترمی و مکرمی جناب فرقان دانش خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''المیزان بنک'' کے بارے میں آپ کا گرامی نامہ مجھے مل گیا تھا' لیکن آپ نے جن معاملات کا ذکر کیا تھا ان کی براہ راست تحقیق کرنی تھی' اس لئے جواب میں قدرے تاخیر ہوئی' معذرت خواہ ہوں۔

''المیزان بنک'' یا ''البرکہ'' کے اے ایم آئی اکاؤنٹ کے بارے میں کافی مدت تک طریق کار کی تعیین اور اس کی تفصیلات طے کرنے اور دونوں جگہ ایک ایک عالم کو نگرانی کے لئے مقرر کرنے کے بعد ہم نے یہ بیان جاری کیا تھا کہ مسلمان ان اکاؤنٹس میں سرمایہ کاری کرسکتے ہیں' اس کے باوجود وقتاً فوقتاً ان کے معاملات کی تفتیش کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور جب کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس کی انفرادی تحقیق کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔

آپ نے جو سوالات بنک سے کئے اور ان کے جو جواب بنک نے دئیے' میری تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ درست ہیں۔ صورتِ حال دراصل یہ ہے کہ اسلامی بنک خاصے ناموافق حالات میں کام کررہے ہیں اور ان کے اہل کار بھی وہ ہیں جو سودی بنکوں کے تربیت یافتہ ہیں' اس لئے انہیں شرعی حدود میں رکھنے کی کوشش بڑی محنت چاہتی ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں جتنی نگرانی بنک سے باہر رہتے ہوئے ہوسکتی ہے' اس کی اپنی حد تک کوشش کی ہے۔ پھر بھی پورے یقین سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بنک کے کاموں کا ہر ہر جزوی اقدام ان ہدایات کے ضرور عین مطابق ہوتا ہوگا جو ہم نے انہیں دے رکھی ہیں۔ لیکن اگر ایسا کوئی اقدام ہمارے علم میں آتا ہے تو اس کی آمدنی کو نفع میں شامل نہیں ہونے دیا جاتا اور آئندہ اس کے بارے میں تنبیہ کردی جاتی ہے' اور یہ بھی اس صورت میں جب یہ اطمینان ہو کہ وہ غلطی بھول چوک یا نادانستگی میں سرزد ہوئی۔ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ بنک کے لوگ دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو پھر اس سے علیحدگی اختیار کرلی جاتی ہے' جیسا کہ بعض بنکوں کے بارے میں یہی کرنا پڑا۔

ابھی تک ''المیزان بنک'' کے بارے میں میرا تاثر یہی ہے کہ ان کا مقصد دھوکہ دینا نہیں ہے اور وہ اپنی حد تک شریعہ بورڈ کی ہدایات کے دائرے میں رہ کر ہی کام کررہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کبھی اس کے خلاف کوئی بات سامنے آئی تو اس کا بھی ان شاء اللہ اسی طرح اعلان کردیا جائے گا جیسے اُن کے موجودہ طریق کار کے جائز ہونے کا اعلان کیا گیا' جس میں یہ بات بھی صراحۃً لکھ دی گئی ہے کہ چونکہ اداروں کے حالات بدلتے رہتے ہیں' اس لئے عام مسلمان ہر سال نئی صورتِ حال کے بارے میں ہم سے معلوم کرلیا کریں۔

والسلام

محمد تقی عثمانی

تنظیم اسلامی کے ماہر معاشیات' لیکچرر شعبہ اقتصادیات انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

جناب عاطف وحید کا تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المیزان بینک لمیٹڈ کو جناب فرقان دانش کی طرف سے بھیجے گئے مراسلے اور ان کے جوابات پڑھنے کے بعد میں مندرجہ ذیل قابل توجہ اُمور کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں:

۱) بینک کے تمویلی معاملات کے ضمن میں جناب مولانا تقی عثمانی اور جناب عمران عثمانی کافی حد تک (بلکہ مکمل طور پر) مطمئن ہیں کہ بینک اندریں حالات امکانی حد تک شرعی قیود کی پابندی کر رہا ہے۔

دونوں محترم حضرات' خاص طور پر جناب مولانا تقی عثمانی اسلامی بینکاری کے ضمن میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا موصوف کی خدمات وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں اور جس رخ پر اس وقت نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اسلامی بینکاری میں پیش رفت جاری ہے' مولانا موصوف کی علمی و عملی کاوشیں ہر سطح پر ایک مؤثر انداز میں کارفرما نظر آتی ہیں۔ میری ناقص رائے میں' اسلامی بینکاری کے موجودہ ماڈل پر خالص علمی انداز میں تنقید یا اس کی تردید تو کی جاسکتی ہے (بلکہ کی جانی چاہئے) لیکن محض خیال اور قیاس کی بنیاد پر اسے تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔ اس سے عوام میں اسلام کے بطور نظام حیات ایک حقیقت ہونے کے بارے میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔

۲) جناب عمران عثمانی اور جناب نجم الحسن کی تصریحات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ المیزان اور اس جیسے دوسرے مالیاتی اداروں کو پاکستان کے موجودہ بینکنگ قوانین کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا ہے' مثلاً دوسرے بینکوں کے پی ایل ایس سکیم کے اکاؤنٹ میں لازمی ڈیپازٹ اور انشورنس کی پابندی وغیرہ۔ اس ضمن میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ اسی نوع کی دشواریاں این آئی ٹی' آئی سی پی اور دیگر مضاربہ کمپنیوں کو بھی درپیش ہیں۔ گویا یہ "غیر اسلامی" عنصر ان اداروں میں بھی موجود ہے۔ اس سب کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستانی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے بہت سی دینی تحریکات اور انجمنوں کو "مجبوراً" اپنے ایک حد سے زائد کیش کو ایسے مالیاتی اداروں میں جمع کروانا پڑتا ہے جو حکومت کی جانب سے منظور شدہ ہوں...... المیزان اور اس جیسے دوسرے مالیاتی اداروں کی مذکورہ بالا مجبوری' دینی تحریکوں اور انجمنوں کی اس مجبوری سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جب تک ملکی قوانین میں مطلوبہ تبدیلیاں نہیں آ جاتیں انہیں "الضرورات تبیح المحذورات" کے اصول پر بأمر مجبوری قبول کیا جاسکتا ہے۔

۳) یہ بات سب کو معلوم ہے کہ (اور اس امر کا احساس بھی ہے) کہ اسلامی بینکاری دور حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ اس کی ضرورت جہاں ان لوگوں کو ہے جو بڑے یا درمیانے پیمانے پر کاروبار کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں' وہیں یہ عوام الناس کی بھی ضرورت ہے جو اپنی چھوٹی چھوٹی بچتوں کو افراطِ زر اور اس جیسے دیگر عوامل کے اثرات سے محفوظ رکھتے ہوئے کسی جائز طریقہ سے مزید کمائی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی خواہش کرنا کوئی غیر اسلامی بات نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نیت نیک ہو اور درست طریقہ کار کے مطابق کام کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ کام خالص شرعی تقاضوں کے مطابق ایک مکمل انقلاب کے بغیر ممکن نہیں ہے' اس لئے کہ جس قدر ہمہ جہت موافقت اس کام کے لئے درکار ہے وہ انقلاب ہی کے ذریعے دستیاب ہو سکتی ہے۔ تاہم اس انقلاب کے انتظار میں بیٹھے رہنا بھی ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے اداروں کے ذریعے اگر کچھ لوگوں کو سہولت میسر آ جائے تو یہ بھی اہم خدمت شمار ہوگی۔

۴) اس ضمن میں البتہ ان اداروں سے متعلق علماء اور ماہرین پر بہت نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہیں ہردم محتاط رہنا ہوگا کہ کہیں کسی بھی سطح پر اگر کوئی کام خدانخواستہ شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہو گیا تو اس کی اصل ذمہ داری بھی انہی پر آئے گی' اس لئے کہ ان کی "مشروعیت" پر مہر تصدیق بھی انہی کی جانب سے ثبت ہے۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ ان اداروں کے ذمہ داران کے سامنے ایسے آپشنز پیش نہ کریں جو اگرچہ بینکوں کے موجودہ نظام کے تو قریب تر ہوں لیکن ان میں یا تو ظاہر (form) کے اعتبار سے کوئی بات قابل اعتراض ہو اور یا روحِ دین کے اعتبار سے اس پر حرف آتا ہو' اس لئے کہ کسی ملک کے مالیاتی قوانین کی وجہ سے بعض کمتر یا قابل اعتراض آپشنز کا اختیار کرنا تو "مجبوری" کے ذیل میں آ سکتا ہے لیکن بنیادی ہیئت عقد (form of transaction) کا ظاہری یا باطنی اعتبار سے شریعت کے ساتھ متصادم ہونا بہت ہی نامناسب بات ہوگی۔

بدقسمتی سے اس وقت بعض اسلامی بینکوں میں بہت سے کام ایسے ہو رہے ہیں جو "اسلامی بینکاری" کو بدنام کرنے کا موجب ہیں۔ فنانشل لیز کے طریقہ سے مارک اپ فنانسنگ وغیرہ کے بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے باوصف بہت سی نام نہاد اسلامی لیزنگ کمپنیاں اور اسلامی بینک مرابحہ فنانسنگ کے لبادے میں عملاً اسی طریقے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایسے اداروں کے عمل کو سامنے لانا اور ان کا علمی اور عملی محاکمہ کرنا بھی علماءِ دین اور ماہرین اسلامی معاشیات کی ہی ذمہ داری ہے۔

عاطف وحید

اسلام آباد

بچے وانگ کلیاں' مسل دِتّے سارے

خادم حسین

اک پاسے کروز' میزائل' فائیٹر   اک پاسے نہتے افغان سارے
اک پاسے ہنود' یہود' کافر   اک پاسے کھرے مسلمان سارے
"راجہ گِدھ" سلطان' افضال' سیٹھی   لکھ دے کالم اینٹی طالبان سارے
یہود' نصاریٰ نئیں دوست ہندے   وچ لکھیا اے' قرآن پڑھو سارے
اسلامی حکومت دے خاتمے لئی   کٹھے ہوئے نے بون' شیطان سارے
یو این او' امریکہ جواب دیوے   جے او شرم حیا نوں ہتھ مارے
بغیر وجہ دے اینا ظلم کیتا   کئی ہزار پونڈ دے بم مارے
وینڈی چیمبرلین نوں کون پُچھے؟   بیوہ عورتاں' ماواں دے ہین ہاڑے
انسانی حقوق ایہو نے جے   بچے وانگ کلیاں' مسل دِتّے سارے

امریکہ ــــ دوست یا دشمن؟

پاکستان سے امریکہ کی دوستی بے وفائی، بدعہدی اور طوطا چشمی کی ایسی تاریخ ہے جسے پڑھ کر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ روئے زمین پر امریکہ سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی اور دشمن نہیں! آئیے مختصر جائزہ لیتے ہیں کہ امریکہ نے دوستی کی آڑ میں پاکستان اور دوسرے مسلمان ممالک سے کیا سلوک روا رکھا۔

پاکستان ہر آڑے وقت میں امریکہ کا ساتھ دیتا رہا ہے۔ کئی موقعوں پر اس نے اپنی سالمیت کو داؤ پر لگا کر دوستی کا حق ادا کیا۔ اس کے برعکس ہر مشکل وقت میں امریکہ نے پاکستان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ۵۰ء کی دہائی میں امریکی صدر آئزن ہاور سوویت یونین کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے پاکستان کو ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' کے طور پر استعمال کیا اور پشاور کے قریب بڈبیر کا ائربیس حاصل کر لیا۔ وہاں سے امریکی جاسوس طیارے پرواز کرتے رہے۔ ۶۰ء میں اسی

> **بار بار دھوکہ کھانے کے باوجود ہم**
> **امریکہ کے وعدوں پر اعتبار کرتے رہے**

اڈے سے امریکہ کا ایک U2 جاسوس طیارہ اڑا جسے فرانسس گیری پاورز اڑا رہا تھا۔ اس طیارے کو روس نے مار گرایا اور اس وقت کے روسی صدر نے پاکستان کے نقشے پر سرخ نشان لگا دیا۔ امریکہ کی دوستی میں ہم اس قدر آگے چلے گئے کہ ہم نے اپنی سالمیت تک کو خطرے میں ڈال دیا اس کے باوجود ہم امریکہ سے وابستہ رہے۔ ۱۹۶۲ء میں قدرت نے پاکستان کو مقبوضہ کشمیر آزاد کرانے کا ایک بے مثال موقع فراہم کیا۔ نیفا کے محاذ پر بھارتی سورما چینی افواج سے پے در پے شکست کھا رہے تھے اور پسپا ہوتے ہوئے اپنے ہتھیار بھی پھینک کر بھاگ رہے تھے۔ عین اس وقت امریکہ نے پاکستان پر بے پناہ دباؤ ڈال کر اسے کشمیر میں کسی قسم کی کارروائی سے روک دیا اور بھارت کو چین کے خلاف بڑے پیمانے پر جنگی ساز وسامان بھی فراہم کیا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی امریکہ نے دشمنی کا ثبوت دیا جسے ہم کبھی بھلا نہ پائیں گے۔ امریکہ نے پاکستان سے ایک معاہدہ کر رکھا تھا کہ حملے کی صورت میں وہ پاکستان کی مدد کو آئے گا اور یہ یقین دلایا تھا کہ بھارت بین الاقوامی سرحد عبور نہیں کرے گا۔ جب ۶ ستمبر کو بھارت نے حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی تو امریکہ نے آنکھیں پھیر لیں اور کسی قسم کا اسلحہ دینے سے صاف انکار کر دیا! پاکستان کو فالتو پرزہ جات کی فراہمی پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ ۶ ستمبر کو جب پاکستان پر حملہ ہوا، امریکی سفیر صدر محمد ایوب خان سے ملے اور بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ Now India has twisted your neck صدر ایوب کو امریکہ کے اس رویّے پر سخت دھچکا لگا۔ وہ امریکی صدر سے ملنے واشنگٹن گئے۔ وہاں ان کا نہایت سرد مہری سے استقبال کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ صدر امریکہ نے مصافحہ کے لئے اپنی صرف دو انگلیاں پیش کیں! ان تلخ تجربات کی بھٹی سے گزرنے کے بعد صدر ایوب نے ایک کتاب Friends Not Masters کے عنوان سے لکھی۔ پاکستان امریکہ کی خاطر

محمد سہیل قریشی

ہی سیٹو اور سینٹو جیسے روس دشمن معاہدوں میں شامل ہوا اور یوں اس نے روس کی دشمنی مول لے لی!

ہمیں کوئی غم نہیں تھا، غمِ عاشقی سے پہلے
نہ تھی دشمنی کسی سے، تیری دوستی سے پہلے

ہماری سادگی دیکھئے! امریکہ کی بے وفائی کے اتنے گھاؤ کھانے کے باوجود ہم نے ہمیشہ اس کی دوستی کا حق ادا کیا۔ یہ ۱۹۷۱ء کی بات ہے، صدر رچرڈ نکسن نے اپنے وزیر خارجہ ہنری کسنجر کو بڑی رازداری سے ایک نہایت اہم مشن پر پاکستان بھیجا۔ انہیں کچھ روز ایک پُر فضا مقام پر ٹھہرایا گیا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی! پھر انہیں خفیہ طور پر بیجنگ پہنچا دیا گیا۔ یہ امریکہ اور چین کا سب سے پہلا رابطہ تھا جس سے ان دونوں ملکوں میں مفاہمت Reproachmand کا آغاز ہوا۔ اس میں پاکستان نے کلیدی رول ادا کیا۔ سوویت یونین پاکستان کی اس زبردست سفارتی کامیابی پر سخت برہم ہوا اور اس نے فوراً بھارت سے فوجی معاہدہ کر لیا۔ ۱۹۷۱ء میں پاک بھارت جنگ چھڑ گئی روس نے اپنے دوست بھارت کو ہتھیار اور میزائلوں سے لیس آبدوزیں فراہم کر دیں۔ ہماری بندرگاہ کراچی بھارتی حملے کی زد میں تھی۔ اس کے برعکس، امریکہ نے ہمیں یہ یقین دہانی کرائی کہ اس کا ساتواں بحری بیڑہ مدد کو آ رہا ہے۔ وہ کبھی نہ آیا! اور یوں سقوط ڈھاکہ کا حادثہ پیش آیا اور ہمارا ملک دولخت ہو گیا!

دسمبر ۷۹ء میں سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور ایک بار پھر پاکستان ایک ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' بنا۔ روسی فوج کشی نے پاکستان کی سلامتی کے لئے سنگین خطرات پیدا کر دیئے چنانچہ پاکستان نے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس اسلام آباد میں طلب کیا اور اتفاق رائے سے روسی جارحیت کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت امریکہ کا صدر جمی کارٹر تھا۔ اس نے پاکستان کو چند کروڑ ڈالر کی مدد پیش کی جو صدر ضیاء الحق نے ''مونگ پھلی کے دانے'' کہہ کر مسترد کر دی۔ ۱۹۸۲ء میں روسی ریچھ نے افغانستان میں اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑ لئے تھے اور وہ اپنی فوجی طاقت میں بے پناہ اضافہ کئے جا رہا تھا۔ افغان مجاہدین چھوٹے ہتھیاروں سے لیس اور جذبۂ ایمانی سے مسلّح تھے۔ پاکستان ان کی بھرپور مدد کر رہا تھا اور دوسرے مسلمان ممالک کو بھی اس مسئلے پر متحد رکھے ہوئے تھا۔ یہ ایک تاریخ ساز موقع تھا ہم چاہتے تو امریکہ سے منہ مانگی قیمت وصول کر لیتے لیکن ہماری سادگی دیکھئے ہم نے پھر امریکی وعدوں پر اعتبار کر لیا! امریکہ نے ہمیں ایک اور صدمہ پہنچایا۔ وہ یہ کہ ہم نے F-16 طیاروں کی خریداری کے لئے اسے پیشگی رقم بھی ادا کر دی لیکن جب اس نے دیکھا کہ افغانستان کے حالات میں تبدیلی آنے

> **پاکستان نے امریکہ کی خاطر**
> **روس سے دشمنی مول لے لی!**

لگی ہے تو اس نے پھر ہم سے آنکھیں پھیر لیں۔ اقتصادی اور فوجی امداد کا جو معاہدہ طے پایا تھا اس پر بھی عمل درآمد روک دیا۔

جن دنوں جنیوا معاہدہ ہوا، امریکہ کے تیور ہی بدل گئے۔ اس نے پاکستان پر ایٹمی صلاحیت کے حوالے سے بے پناہ دباؤ ڈالنا شروع کر دیا امریکہ کے وزیر خارجہ ہنری کسنجر پاکستان آئے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ان کی بات چیت ہوئی جس کے دوران کسنجر نے پاکستان کے جوہری پروگرام کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا اور پاکستان پر بے پناہ دباؤ ڈالا کہ وہ اپنا یہ پروگرام آگے نہ بڑھائے۔ بھٹو نے نہایت جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم گھاس کھا لیں گے لیکن اپنا جوہری پروگرام ختم نہیں کریں گے۔ اس پر کسنجر سخت برہم ہوا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان اپنا یہ پروگرام ختم نہیں کرے گا تو ہم اسے نشانِ عبرت بنا دیں گے! بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ ہنری کسنجر نے پاکستان کی سرزمین پر آ کر جو دھمکی دی تھی وہ محض ڈراوا

نہیں تھا (ایک تقریب میں بھٹو نے کہا تھا کہ خونخوار بھیڑیئے میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ پاکستان پر امریکی دباؤ نہ صرف جاری ہے بلکہ اس میں شدت آ گئی ہے۔ اب امریکہ نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان کا جوہری پروگرام کسی وقت بھی غیر محفوظ ہاتھوں میں جا سکتا ہے اس لئے اسے ہمارے کنٹرول میں دیا جائے!) امریکہ نے جنیوا معاہدے کے سلسلے میں پاکستان کو پانچ ارب ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن کام نکل جانے کے بعد صاف مکر گیا! ۱۹۸۹ء میں کچھ امریکی سینیٹر پاکستان آئے۔ انہوں

بے چارگی اور بے بسی حد سے زیادہ بڑھ جائے تو انسان موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے

نے پاکستان حکام سے سخت تحکمانہ انداز میں بات کی۔ اس وقت کے امریکی صدر بش نے یہ سرٹیفکیٹ دینے سے صاف انکار کر دیا کہ پاکستان کی جوہری صلاحیت "حدود" کے اندر ہے۔ یہ پروپیگنڈہ زور و شور سے شروع کر دیا گیا کہ ہماری جوہری صلاحیت سے خطے کا امن سخت خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس کے بعد پابندیوں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ F-16 طیارے جن کی قیمت پیشگی ادا کر دی گئی تھی روک لئے گئے اور ادا شدہ رقم بھی واپس نہیں کی۔

ادھر بھارت جارحانہ انداز اختیار کرتا جا رہا تھا۔ وہ ۸۴ء میں سیاچن پر قبضہ کر چکا تھا اور شاہراہ ریشم کو کاٹ دینا چاہتا تھا۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کا قول مبارک ہے: "مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا" اہل پاکستان کی حالت اب یہ ہو گئی تھی کہ وہ کئی بار ڈسے جا چکے تھے، وہ بجا طور پر محسوس کرنے لگے تھے کہ امریکہ ان کا دشمن ہے اس نے محض دوستی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ درحقیقت وہ وقت کا فرعون بن چکا ہے! وہ ہمیشہ دوہرے معیار سے کام لیتا ہے...... جمہوریت، انسانی اقدار اور حریت کے حوالے سے اس کے دعوے ایک فریب سے زیادہ کچھ نہیں ہیں! ویت نام کی دس سال جنگ میں ۴۰ ہزار امریکی مارے گئے جس کا ڈھنڈورا بہت پیٹا جاتا ہے لیکن کشمیر میں ۷۰ ہزار کشمیری شہید کئے جا چکے ہیں...... اس پر امریکی قوم کا ضمیر کیوں بیدار نہیں ہوتا؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ڈاکٹر مصدق ایران کے ایک مقبول رہنما تھے۔ امریکہ نے ان کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ یہ حکومت امریکہ کے مفادات کے خلاف کام کر رہی تھی۔ اس کے بعد امریکی CIA نے جنوبی ویت نام کے صدر کو اقتدار سے ہٹا دیا، محض اس لئے کہ وہ امریکہ کے لئے کارآمد نہیں رہے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں کانگو میں پیٹرک لوممبا کو معزول کر کے اس کی جگہ موبوتو کو اقتدار پر فائز کیا گیا۔ سوکارنو انڈونیشیا کے ہر دل عزیز صدر تھے اور پاکستان کے گہرے دوست۔ ان کے خلاف امریکی سی آئی اے نے ایک خوفناک سازش کی اور انہیں اقتدار سے ہٹا کر اپنے من پسند جنرل سہارتو کو لا بٹھایا۔ انڈونیشیا، جو اس وقت مسلمانوں کا دوسرا سب سے بڑا ملک تھا، امریکی سازش کا شکار ہوا جس کے دوران پانچ لاکھ انڈونیشی بے دردی سے قتل کر دیئے گئے۔ قتل ہونے والے چیدہ چیدہ لوگوں کی فہرست CIA نے خود جنرل سہارتو کی فوج کو فراہم کی تھی! ۱۹۷۳ء میں چلی کے صدر کو برطرف کر دیا گیا۔ بعد میں امریکی CIA نے انہیں قتل کروا دیا۔

امریکہ کے دوہرے معیار نے دنیا کے مسلمانوں میں نفرت اور مخالفت کے جذبات ابھارے ہیں اور بجا طور پر ان میں یہ احساس بیدار ہو رہا ہے کہ امریکہ ایک مار آستین ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں کو عراق پر تو نافذ کر دیا جاتا ہے جہاں دواؤں اور غذائی قلت کے سبب ہر ماہ ۵ ہزار بچے سسک سسک کر جان دے دیتے ہیں لیکن اسرائیل اور بھارت کو مستثنیٰ رکھا جاتا ہے۔ پاکستان کے ایٹم بم پر "اسلامی بم لیبل" لگا دیا جاتا ہے جبکہ بھارت اور اسرائیل کے بموں کو "ہندو بم" اور "یہودی بم" نہیں کہا جاتا۔ آج سے ۱۰ برس پہلے موجودہ صدر بش کے والد نے عراق کے خلاف ایک بہت بڑا آپریشن کیا تھا اور اپنی ساری فوجی طاقت جمع کر کے عراق پر آتش و آہن کی بارش کر دی تھی۔ عراقی فوجیں دو روز کے بعد ہی پسپا ہو گئی تھیں لیکن اس کے باوجود امریکہ نے اپنی فوجی کارروائی جاری رکھی جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دواؤں اور غذائی قلت کی وجہ سے عراق میں ہر ماہ پانچ ہزار بچے تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے ہیں اور اب تک

پاکستان اپنی سالمیت داؤ پر لگا کر امریکہ سے دوستی کا حق ادا کرتا رہا ہے

پانچ لاکھ بچے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ امریکی قیادت دہشت گردوں کو پکڑنے اور عبرتناک سزا دینے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ سوال یہ ہے کہ انسانوں کا سفاکانہ قتل دہشت گردی ہے تو پھر اسرائیل سب سے بڑا مجرم قرار پائے گا۔ ۱۹۸۲ء میں صابرہ اور شتیلہ کیمپوں میں انسانی خون سے جس طرح ہولی کھیلی گئی وہ اسرائیلی بربریت کی ایک شرمناک مثال ہے اور تہذیب کے درندوں کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ! اسی سال اسرائیلی درندوں نے جنوبی لبنان پر حملے کر کے ۱۷۵۰۰ بے گناہ شہری مار ڈالے تھے۔ یہ تعداد ۱۱ ستمبر کے حملوں میں ہلاک ہونے والوں سے تقریباً دگنی ہے۔ امریکہ یہ تماشا ہر روز دیکھتا ہے لیکن اس کے دل میں انسانیت کا درد اٹھتا ہی نہیں۔ وہ اسرائیل کو ۵ ارب ڈالر کی سالانہ اقتصادی اور فوجی امداد فراہم کرتا ہے!

انسانی ضمیر اس ہولناک ظلم کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔ اسامہ بن لادن کی تنظیم "القاعدہ" نے خلیج کی جنگ میں جنم لیا ہے۔ اس تحریک میں جو لوگ ہیں ان کے سینوں میں فداکاری کے شعلے لپکنے لگے ہیں۔ وہ اب موت کو گلے لگانے کے لئے بے چین ہیں۔ وہ مقدس مقامات سے امریکی فوجوں کو نکالنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور امریکی قبضے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اب پوری دنیا کے مسلمان بھی اسی قسم کے جذبات رکھتے ہیں۔ جب بے چارگی اور بے بسی حد سے بڑھ جاتی ہے تو جانثاری کے شعلے لپکنے لگتے ہیں۔ جب کسی انسانی گروہ پر باعزت زندگی گزارنے کے راستے بند کر دیئے جائیں اور بندوق کی گولی سے آزادی کے حق کو کچلنے کی کوشش کی جائے تو پھر آزادی کے پروانے جان پر کھیل جاتے ہیں!

بقیہ: منبر و محراب

ہماری تاریخ کا یہ نازک موقع ہے کہ استحکام تو دور کی بات ہے، ہماری بقا تک خطرے میں ہے۔ ہماری سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ اس کے لئے اب ہمارے پاس سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ہم اپنے طرزِ عمل کو درست نہیں کریں گے۔ لا الٰہ الا اللہ کے نام پر یہ ملک بنا کر اس میں ابھی تک قانون شریعت کا نفاذ نہ کر کے ہم نے جو کوتاہی کی ہے اس کی تلافی کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی اجتماعی قوت کا مظاہرہ کر کے اربابِ اقتدار کو مجبور کریں کہ وہ شریعت کے نفاذ اور سود کے خاتمے کے لئے کام کا بالفعل آغاز کریں۔

بقیہ: دین و دانش

سیرت مطہرہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ کہیں اگر ایک مسلمان بھی ہے تو اس پر بھی دعوت دین اور اقامت دین فرض ہے۔ آپ نے جب کام کا آغاز کیا تو آپ تنہا تھے۔ ہمارے لئے اسوہ کاملہ حضور ﷺ ہیں، اس لئے کہ قرآن کریم نے کہا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ البتہ ایک بات ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ آپ نے جو کام بیس برس کے مختصر عرصے میں انجام دیا اب شاید وہ کئی سو برس میں مکمل ہو۔

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام جلسہ

۴ دسمبر ۲۰۰۱ء کو تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے بعد نماز عصر نئی تعمیر شدہ مسجد ''الہدیٰ'' میں' دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔

اس جلسے کا آغاز جناب حافظ عابد کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد قاری انجم سہیل فاروقی نے ''قافلہ حجاز کا حسین (اسامہ)'' کے عنوان سے پُر جوش نظم سنائی اور حاضرین کے دلوں کو گرمایا۔ اس کے بعد دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے سیکرٹری اطلاعات ونشریات جناب مولانا شمس الحق اعوان نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ جو مطالبات اور باتیں شروع ہی سے دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کر رہی تھی وہ اب بالکل صحیح ثابت ہو رہی ہیں اور حکومت پاکستان کو اپنی پالیسی کے نتیجے میں کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا جبکہ پاکستان دشمن ٹولہ افغانستان پر قابض ہو گیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ جب بھی دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کی پکار آئے اس پر لبیک کہا جائے اور اپنے افغان بھائیوں کی ہر ممکن طریقے سے مدد کی جائے۔

جناب ڈاکٹر عمر نے سورۂ فاتحہ پر درس دیا۔ آخر میں دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے راہنما مولانا عبدالغفار توحیدی نے انتہائی پُر جوش خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت مسلمانان عالم انتہائی کرب والم میں مبتلا ہیں۔ ہر مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے۔ افغانستان' روس کے جانے کے بعد سنبھلا بھی نہیں تھا کہ اس بے یار و مددگار ملک پر چڑھائی کر دی گئی۔ شمالی اتحاد والے اقتدار کے بھوکے لوگ ہیں۔ اسلامی نظام کی ایک جھلک اس غیر ملکی خاتون صحافی نے قید سے رہا ہونے کے بعد دنیا کو بتلائی کہ کس طرح طالبان نے خود بھوکے رہ کر اسے کھانا کھلایا اور ہر طرح کی سہولت میسر کی جبکہ کسی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مولانا نے کہا کہ کئی ہزار سکھ شمالی اتحاد والوں سے ڈر کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ افغانستان میں صحیح معنوں میں ایک آزاد اسلامی ریاست قائم ہو گئی تھی' مگر پاکستانی حکومت نے ایک سو سالہ قربانی پر پانی پھیر دیا۔ پاکستان یہود اور نصاریٰ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پاکستانی ایئر پورٹ ایف بی آئی کے حوالے کئے جا چکے ہیں۔ اس وقت پاکستان کے دفاع کا مسئلہ زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مومن کی جان اللہ تعالیٰ جنت کے بدلے خرید چکے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

اس جلسے میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب اشتیاق حسین نے ادا کئے۔ افطار کے بعد دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: شادمان مسعود صدیقی)

تنظیم اسلامی لاہور (جنوبی) کے زیر اہتمام دورۂ ترجمۂ قرآن

تنظیم اسلامی لاہور (جنوبی) کے دفتر واقع ۸۶۶ این پونچھ روڈ' سمن آباد میں اس سال نماز تراویح کے دوران دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حافظ انجینئر عبداللہ محمود نے حاصل کی۔ موصوف امیر تنظیم کے برادر خرد جناب وقار احمد کے صاحبزادے ہیں۔ اب تک حافظ عبداللہ محمود کی خوبصورت آواز میں تراویح کے دوران قرآن پاک کی تلاوت سنتے آئے تھے لیکن اس سال انہوں نے قرآن حکیم کے معانی ومطالب بیان کرنے کی سعادت بھی حاصل کر لی۔ ۲۹ رمضان کی شب ان کے دورۂ ترجمۂ قرآن کی تکمیل ہوئی جس میں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے شرکت فرمائی اور ''رمضان اور روزہ کا حاصل'' کے موضوع پر شرکاء سے خطاب بھی فرمایا۔

امیر محترم نے کہا کہ احادیث میں دن کے روزہ اور رات کے قیام کی بہت اہمیت آئی ہے۔ اگرچہ رات کے قیام کو نفلی عبادت قرار دیا گیا ہے لیکن رمضان کی راتوں میں نماز تراویح کے دوران قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعے قیام ہی سے رمضان کے روزوں کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ گویا یہ دو آتشہ پروگرام ہے جو روح کو جلا بخشتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک گھنٹے کی تراویح سے قیام الیل کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن حکیم میں قیام اللیل آدھی رات یا کم سے کم تہائی اور زیادہ سے زیادہ دو تہائی رات کو قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ قرآن مجید اس مہینے میں نازل ہوا ہے لہٰذا اگر ہم اس مہینے کو قرآن مجید سے اپنے تعلق کی تجدید کا مہینہ بنائیں تب ہی ہم رمضان کا کچھ حق ادا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم سے رشتہ استوار کرنے کے لئے ہی ہم نے دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن **ھدی للناس** ہے لیکن یہ **ھدی للمتقین** بھی ہے۔ تقویٰ دراصل ایک ڈرائیونگ فورس ہے جو انسان کو آگے سے آگے بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ قرآن حکیم متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور روزہ تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ دن میں روزہ رکھ کر جو تقویٰ حاصل ہو' رات کو اسی تقویٰ کی کچھ پونجی لے کر انسان اللہ کے حضور کھڑا ہو اور قرآن مجید کو سنے تاکہ ہدایت حاصل ہو۔

(رپورٹ: فرقان دانش خان)

مسجد الہدیٰ راولپنڈی کینٹ میں دورۂ ترجمہ قرآن کی اختتامی تقریب

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو مسجد ''الہدیٰ'' راولپنڈی کینٹ میں دورۂ ترجمۂ قرآن اور تراویح کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب مولانا افتخار خان تھے جو حال ہی میں افغانستان سے ہو کر آئے ہیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مولانا اشتیاق حسین نے انجام دیئے۔

مولانا افتخار خان نے اپنی تقریر کا آغاز اس حدیث پاک سے کیا: ''تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے''۔ نئی مسجد کی تعمیر پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس مسجد کا نام ''الہدیٰ'' ہے اور ان شاء اللہ یہاں سے ہادی پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام مشرق سے مغرب تک پھیلائیں گے۔ مولانا نے قرآن پاک کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ درس انقلاب ہے۔ لہٰذا جس نے بھی قرآن سے تعلق جوڑا' وہ کامیاب ہو گیا۔ جس چیز کو بھی قرآن سے نسبت ہوئی' وہی مقرب اور مقدس ہو گئی۔ جس رات میں قرآن اترا' وہ لیلۃ القدر بن گئی۔ جس مہینہ میں نازل ہوا' وہ رمضان المبارک ہو گیا۔ جو فرشتہ لے کر آیا' وہ مکرم بن گیا۔ جو اس قرآن پر عامل ہو گیا' وہ ولی بن گیا۔ قرآن پاک حضور اکرم ﷺ کا ایسا معجزہ ہے جو تا قیامت قائم و دائم رہے گا۔ روزِ آخرت قرآن شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

موجودہ صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت نے قرآن سے غداری کی ہے جس کی سزا اسے ضرور ملے گی۔ میڈیا انتہائی غلط اور زہریلا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ مولانا نے بتایا کہ طالبان کو ان کے ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ امریکہ شاید افغانستان پر ایٹم بم پھینکنے سے بھی گریز نہ کرے' لہٰذا انہیں اپنی پوزیشنوں سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ جب امریکہ نے عوام پر مسلسل بمباری کرنی شروع کر دی تو امیر المؤمنین ملا عمر نے فیصلہ کیا کہ وہ اور ان کی فوج پہاڑوں پر چلی جائے تاکہ عوام کا جانی نقصان کم سے کم ہو۔ مولانا نے بتایا کہ طالبان کو کئی بڑی کامیابیاں بھی ملی ہیں جنہیں میڈیا نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ کئی سو امریکی فوجی جہنم رسید کر دیئے گئے مگر اس کی خبر نشر نہیں کی گئی۔ آخر میں مولانا نے کہا کہ اگر خدانخواستہ ملا عمر یا اسامہ شہید بھی ہو جائیں تو پھر بھی ہماری تحریک اور جہاد جاری رہے گا اور آخری فتح حق ہی کی ہو گی۔

مولانا کے پُر جوش خطاب کے بعد جناب ڈاکٹر عمر نے ''عظمت رمضان'' پر درس دیا۔ لیلۃ القدر کی مناسبت سے انہوں نے قرآن پاک کی مختلف سورتوں کے حوالے سے جنت کا نقشہ کھینچا اور مؤمنین کے لئے قرآن میں دی گئی خوشخبریوں اور بشارتوں کا انتہائی عمدہ طریقہ سے اعادہ کیا۔ اس روح پرور تقریب کا اختتام جناب مولانا افتخار خان کی دعا پر ہوا۔

(رپورٹ: شادمان مسعود صدیقی

institutions as and when advised and fully supported by the US agencies. To avoid the much-dreaded eventuality of falling our nuclear weapons in the hands of "Islamic fundamentalists," the war drama with India would wipe off our nuclear ability along with a million or so Pakistani and Indian civilian lives. And the US would happily live thereafter with perfectly neutralised Muslim countries.

We are set to lose the Kashmiri cause. Kashmir slipped out of our hands the day we joined the coalition without giving due head to the principles we were knowingly and unknowingly violating. It is just a matter of time, when we accept that reality that Kashmir can never be a part of Pakistan, or in any other shape to our liking. When you yield the right to defend one Muslim brother, you automatically lose the argument for another. When you allow an Islamic Emirate to become a US satellite state, you cannot ask for a portion of land, which never was a country, to be either independent or a part with Pakistan. We have cut our hands as well as our tongue. Where our hands are neither cut nor tied, there they are on the throats of other Muslim brothers.

Whether we believe it or not, but the war on Islam has deepened. As far Pakistan is concerned, in the eye of the US a possible paradigm for a stable Pakistan, is: "the Turkish model of government in which the military acts as a fundamental guarantor of the political system while civilian politicians are given control of day-to-day operation of the country." This was stated by Anatol Lieven, Senior Associate, Carnegie endowment for International Peace, on October 25, 2001. On the international level, Thomas Friedman declared in the New York Times column on December 12: "we don't want a war with Islam. We want a war within Islam." This war is well underway: Northern and Eastern Muslims are at the throat of Southern Muslims in Afghanistan; Muslim military and militia against Muslim Arabs in Pakistan; Muslim leaders pitted against Muslim masses and religious institutions in almost every Muslim country; and disenchanted and desperate Muslims against the rulers (killing of Interior Minister, Moin ud Din Haider's brother in Pakistan).

The US armed forces are in Afghanistan not only for Afghanistan but also for Pakistan. Boston Globe editorialized on December 05, 2001 that the war "that has drawn US armed forces to Afghanistan had its origins in the chaos spawned by one failed and one failing state. And as recently as December 20, the New York Times lectured General Musharraf how to perfectly toe the line in the following words: "General Musharraf must crack down on terrorist groups operating in his own country." Anyone who talks or acts against the imperial designs is definitely a terrorist and must be dealt with as such.

We must give all credit to the American analysts, who so wisely help the US establishment shape it foreign policy. Why does Thomas Friedman consider that the "real war" with Islam has yet to begin in the Muslim countries in the "schools, mosques, churches and synagogues...with the help of imams, rabbis and priests" (NY Times, Nov. 17, 2001)? Simply because Mr. Friedman knows that once the Muslims are ready to compromise their faith; sovereignty, self-determination, independence, Kashmir etc then become trivial matters before the glittering dollars for material well being alone. Many analysts consider General Musharraf to be walking on the tight rope. In fact, he has long fallen to the glittering side of the divide along with the fate of Kashmir, and Pakistan as a pillar or bastion of Islam.

عید مبارک

واصف علی واصف

افسردہ ہیں افلاک و زمیں' عید مبارک — آزردہ مکان اور مکیں' عید مبارک
نمناک ندامت سے جبیں' عید مبارک — یہ عید کوئی عید نہیں' عید مبارک
یہ صبح مسرت ہے کہ ہے شامِ غریباں — رنجیدہ و دلگیر و حزیں' عید مبارک
چھلنی کیا کفار نے تاریخ کا سینہ — دل کو نہیں ہستی کا یقیں' عید مبارک
توحید پرستی ہی فقط جرم تھا میرا — گہنائی ہے کیوں عظمتِ دیں' عید مبارک
بھٹکی تو ہے یہ قوم رہِ راست سے لیکن — اس قوم کا ثانی ہے کہیں؟ عید مبارک
یہ بات قلندر کی قلندر ہی کہے گا — گو بات یہ کہنے کی نہیں' عید مبارک
"ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات"' — رکتے ہیں کہیں پائے یقیں' عید مبارک
پھر نعرۂ تکبیر سے گونجیں گی فضائیں — آ پہنچا ہے وہ وقت قریں' عید مبارک
مومن کبھی مایوس نہیں رحمتِ حق سے — مومن کا ہے دل عرشِ بریں' عید مبارک
آنے کو ہے دور ترا میرِ عساکر — کہتی ہے تجھے فتح مبیں' عید مبارک

ملت سے شہیدوں کا لہو کہتا ہے واصف
دُنیا کے عوض بیچ نہ دیں' عید مبارک

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.com.pk)

GOOD BYE KASHMIR.

So far, the unusual war against terrorism in the Muslim countries, other than Afghanistan, was shaping up like an unusual war, with more emphasis on positive incentives than military attacks. After receiving a few carrots, General Musharraf promptly declared, his stance – in other words his butchery of principles – has been vindicated. We argued, this is too early to declare victory as we have yet to be bludgeoned with the hidden stick. We forgot that in nature nothing can be given, all things are sold. A few green signals from Washington to New Delhi, however, have done the trick to prove this point. India is at our throat and Uncle Sam is enjoying the show, telling us in unspoken words: you have not fully surrendered yourself, lets begin with what actually forced you to join my coalition?

We assumed that being on the American bandwagon, India would think twice before any adventurous move against Pakistan. We thought, the US words and deeds in Afghanistan are limited to Afghanistan alone. We didn't realize that the vague principles – which were not even endorsed by the US extension of the State Department: the UN – we approve today would come to haunt us to the grave tomorrow. We misconceived it as a war on terrorism, a war on Osama, and then accepted it even when it turned out to be a war on the Taliban. Even today, most of us still believe that the US and its allies' war is limited to terrorism - not knowing that besides many obligations as being Muslims, we have to say good bye to Kashmir as well.

We believed that like our myopic approaches, the US would also be taking every issue in isolation from the other. To us, the principles that we sacrificed in the case of US imperial war in Afghanistan had no links to Kashmir or Palestine. But the US fully planned its present as well as future moves. It knew the Indian would use the same principles to attack Pakistan and Israel would use the same principles to intensify its war on the enslaved people in the occupied territories. When our generals were busy preparing wish-lists to send to Washington for obtaining their rewards for cooperation, the Indians sent a very clever and logical letter to Mr. Bush arguing their case against Pakistan.

If we stupidly argue about the pending UN resolutions on the Kashmir issue; so are there more UN resolutions on the Palestinian issue and so was there no resolution at all to approve what the US has done and is doing in Afghanistan. The UN is absolutely irrelevant. It's only the US, which can utilise it selectively, sometimes to veto in defence of Israeli terrorism and mostly to justify its terrorism in Iraq and elsewhere.

Our destiny is in our hand. We reap what we sow. If Jihad is so irrelevant to us that we remove Jihad related Quranic verses from the school curriculum, why shall we force it in reality in Kashmir? If Afghans can live in peace under the so obvious CIA installed regime, headed by the CIA groomed leader, why can't Kashmiris live in peace under someone installed by RAW, or Palestinians under someone appointed by Mossad? If economic prosperity is the sole objective of our lives, why can't it be so for the Kashmiris and the Palestinians to whom their respective masters would open the doors of their respective caches only if they submit themselves as we did. If religion is irrelevant in Pakistan, so is our existence as a state and our demand for a separate homeland for Kashmiris or Palestinians or Chechens.

We blunder when we join the western chorus of secularism; launch campaigns against religious parties, religious institutions, religious curricula and governments called themselves Islamic states. The same blunder comes to haunt us where we want to use religious card either for the right cause or for our vested interest. We have to understand and admit that the US is fighting this war on Islam in a really sophisticated and refined manner. By the time, we realise our blunders, the onlookers would be looking at our fixed frozen eyes, telling the world, wish we could take a real principled stand when the first among us was attacked and we thought this is the only brother we have to sell to please our masters.

India is not escalating tensions without a sufficient US backing, which has already declared Kashmiris struggle for self-determination as terrorism. The US knew its targets on the international chessboard. When it moved Pakistani pawn forward to take out the Taliban government, the US knew exactly where and how much vulnerable Pakistan would be to the internal rifts and external attacks. The US knew that it cannot directly attack the only nuclear-Muslim state; one, because of its over due commitment to implementation of the US designs in Afghanistan and, two, due to absence of a perfect ruse to go to war. The US could not afford to go to war against Pakistan in a situation where it has to do more than the required groundwork to attack the already tethered goat, Iraq. India is the best option to subdue Pakistan and neutralise its nuclear capability.

The US is keeping all the options open. As a preventative measure, removing from office two powerful hard-line generals who opposed cooperation with the United States has consolidated General Musharraf's position. The General can now openly state that he would stay regardless of any democratic process. To neutralise Islamic sentiments - the sentiments that call for justice in international relations and pose resistance to foreign domination – the General would crackdown on religion and religious

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail bidjan2@psh.paknet.com.pk)

A Lesson From The Taliban Saga.

While we are making cleaver observations of the on going events, absent from the discourse has been a critical review of the policies of the Taliban, which are presumed to have helped put them in this quandary. To get a lesson from the Taliban saga, we need to find out if the Taliban and their supporters were really ignorant enough not to see the US malicious designs and plan accordingly, or there were some other factors which would have brought this calamity irrespective of the Taliban's compromise and concessions.

A superficial analysis would conclude that the Taliban's obsession with long beards, closing down girls school, destruction of Buddha statues, abrupt halt of all forms of popular entertainment etc, not only made them the focal point of World's ridicule and anger but also the anger of the majority of the Afghans that became so apparent as the Taliban rule crumbled like a house of cards. The Islamic researchers have to seriously analyse if it really was the harsh imposition of shariah issues that led to the destruction of Islamic Emirate of Afghanistan and all the associated promise for Islamic revival in this important part of the Islamic world or some other ulterior motives led to the present deaths and destruction.

Although each count of the Taliban's indictment needs a separate book to present the actual position, suffice it to begin with countering the argument that the US ignored Afghanistan after the Soviet withdrawal. In fact, the US did not leave Afghans alone at any point in the past 23 years. It is only that it could not establish a government of its choice for doing what the US calls "business as usual." The fall of Najib's government in 1992 was marked by a phase of destruction, devastation, and social anarchy. During this time, the US backed Hizb-I-Islami leader, Gulbadin Hikmatyar, for some time, but soon realised its betting on the wrong horse for his inability to head and sustain a pro-US government in Kabul.

While spoils were being fought over in Kabul, the US helped consolidate the Taliban's position with the hope that creation of a new force would help bring a government in Kabul that for being obliged would be the most obedient servant. To the great annoyance of Washington, however, the Taliban refused to take dictation. The US hatred of the Taliban regime touched it peak with their announcement of an Islamic state with the Quran as its constitution. A strong propaganda campaign was thus launched against the "tyrannical" regime of the Taliban.

It is true that initially the Taliban seemed to be largely content with the fundamentals of their own traditional and madrassa-tutored worldview. This approach was, nevertheless, considerably changed with the changing environment and improved law and order situation. The Taliban changed their conduct in many areas and indicated that they were not as violently fixated on extreme social conservatism as has been made out by world media. Any show of flexibility was useless as it was sufficient for the US to continue its war on the Taliban for their working on consolidating an alternative model of state system, based on Islamic principles alone. This is the point from which a lesson for other Islamic movements begins. The need is not to simply declare that Islam is anti-Terrorism, but also to prove that an Islamic State or Khilafa is not an enemy of the western world or a tyranny for its own subjects. It is only the vested interests of Kings, Sheikhs, and dictators in the Muslim and proponents of big government in the non-Muslim countries that are spreading the fear of Islamic states.

A good analysis of the Taliban rule gives us an opportunity to show how they were turned to monsters with plain lies and some twisted logic. If anyone is more responsible than the Taliban for the current crisis, it is the media in the Muslim world. Despite many odds, the Taliban made tremendous progress and made various adjustments in the face of unending western criticism, yet none of us gave sufficient coverage to such changes. These changes, while provoked by necessity, were also presented with some backing of logic.

For example, the move away from the position of banning television was presented as "starting television in Afghanistan when enough good quality programmes can be produced". There was no rigid control on women, except the restriction of wearing burqa. The Taliban opened women skills centres where they could work and earn money. Women were allowed to go to the University and schools wherever they could afford to have single sex education. Medical school at Kabul University had more women than men students. The Taliban granted permission for burqa-clad women to drive cars. Unlike Israel, they acceded to the UN demand for placing human rights monitors in Afghanistan, and replaced antagonistic rhetoric against the countries hostile towards it with repeated calls for dialogue and peace. Nothing of that sort was reported in the Western press.

The Taliban regularly sent ministerial-level delegations to various countries, and were also beginning to open up to the international media. The Taliban authorities maintained that their willingness to engage critics extended to even the most complex of questions. They meant, obviously, the "Osama" matter. And it is not as if the Taliban had their head in the sand-more than half a dozen direct talks were held in Islamabad between the Americans and the Taliban on the Osama issue over the last four years. There had been at least one visit to Afghanistan by a US Congressman.

The US was, in fact, not ready for any compromise or peaceful solution to the Osama issue. It